Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

Types of Water and Their Jurisprudential Status: In the Context of Abdul Rahmān Al-Jazīrī Book Kitāb 'Al-Fiqh 'Ala Al-Madhāhib Al-Arba'a

پانی کی اقسام اور ان کی فقہی حیثیت: عبدالرحمٰن الجزیری کی کتاب 'الفقه على المذاهب الأربعة' کے تناظر میں

Authors

1. Aisha Rizwana
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtubah University of Science and Information Technology, Peshawar; Associate Professor, Department of Islamic Studies, Government Girls Degree College, Umarzai, Charsadda, Pakistan.
ummenafe1@gmail.com

2.Dr. Muqaddas Ullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Qurtubah University of Science and Information Technology, Peshawar, Pakistan.

Citation

Rizwana, Aisha and Dr. Muqaddas Ullah " Types of Water and Their Jurisprudential Status: In the Context of Abdul Rahmān Al-Jazīrī Book Kitāb 'Al-Fiqh 'Ala Al-Madhāhib Al-Arba'a." Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 95– 116.

History

Received:Sep 02, 2024, **Revised**: Sep 18, 2024, **Accepted**: Oct 08, 2024, **Available Online**: Oct 26, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

HEC "Y" Category

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Types of Water and Their Jurisprudential Status: In the Context of Abdul Rahmān Al-Jazīrī Book Kitāb 'Al-Fiqh 'Ala Al-Madhāhib Al-Arba'a

پانی کی اقسام اور ان کی فقہی حیثیت: عبدالرحمٰن الجزیری کی کتاب 'الفقه علی المذاهب الأربعة' کے تناظر میں

*عائشہ رضوانہ *ڈاکٹر مقدس اللہ

Abstract

In his famous book "Al-Fiqh 'Ala Al-Madhahib Al-Arba'ah", Abdul Rahman Al-Jaziri elaborates on the different types of water within the context of Islamic jurisprudence related to purification (Tahara). Water is classified into various categories to clarify the rules regarding purification (such as for ablution and ritual bathing). According to the four major schools of Islamic jurisprudence (Hanafi, Maliki, Shafi'i, Hanbali), water can be divided into the following categories :**Water that is pure and purifying:** This refers to water that remains in its natural state, free from any impurities or substances that alter its purity. This type of water can be used for purification, such as for ablution (wudu) and ritual bathing (ghusl). **Water that is pure but not purifying:** While this water is considered pure, it cannot be used for ablution or ritual bathing because it has been mixed with substances (though not impurities) that affect its ability to be used for purification purposes .**Water that is impure (najis):** This is water that has become contaminated or impure, rendering it unusable for any purpose, including ablution, ritual bathing, or any other form of purification .This research paper categorizes these three types of water and includes further research and verification of the sources mentioned within Islamic jurisprudence.

Keywords: Al-Fiqh 'Ala Al-Madhahib Al-Arba'ah, Abdul Rahman Al-Jaziri, Tahara, wudu, najis

تعارف موضوع

پانی کی اقسام اور ان کی فقہی حیثیت اسلامی فقہ میں ایک اہم موضوع ہے، جس پر مختلف مکاتب فکر میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ عبدالرحمٰن الجزیری کی مشہور کتاب "الفقه على المذاهب الأربعة" میں پانی کی مختلف اقسام کی وضاحت کی گئی ہے، خاص طور پر تطہیر (طهارة) کے اصولوں کے تناظر میں۔ پانی کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ وضو، غسل اور دیگر تطہیر کے مقاصد کے لئے استعمال کے قواعد وضاحت کے ساتھ بیان کیے جاسکیں۔

* پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور، پاکستان؛
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، عمرزئی، چارسدہ، پاکستان۔
* ایچ اوڈی، شعبہ علومِ اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور، پاکستان۔

اسلامی فقہ کی چار اہم مکاتب فکر (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے مطابق پانی کی تین بنیادی اقسام ہیں:

1. **طہور (پاک کرنے والا پانی)**: یہ وہ پانی ہے جو اپنی فطری حالت میں رہتا ہے اور کسی بھی قسم کی آلودگی یا ایسی چیزوں سے پاک ہوتا ہے جو اس کی طہارت کو متاثر کر سکتی ہیں۔ یہ پانی وضو اور غسل کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔
2. **طاہر غیر طہور (پاک پانی)**: یہ پانی تو پاک ہے، مگر اس میں ایسی چیزیں شامل ہو گئی ہیں جو اس کی تطہیر کی قابلیت کو متاثر کرتی ہیں۔ اس وجہ سے یہ پانی وضو یا غسل کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔
3. **غیر طہور متنجس (پاک نہ کرنے والا گندا پانی)**: یہ وہ پانی ہے جو آلودہ یا نجس ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے اسے کسی بھی مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا، بشمول وضو یا غسل۔

یہ تحقیقاتی مقالہ ان تین اقسام کی تفصیل اور اسلامی فقہ میں ان کے حوالے سے مزید تحقیق اور حوالوں کی جانچ پر مشتمل ہے۔

مبحثِ اول: طہور (پاک کرنے والے پانی) کے مسائل

أ. تعریف

پاک کرنے والا پانی وہ ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہو یا زمین کی سوت سے نکلا ہو اور اس کی تین علامتوں میں سے کسی علامت میں فرق نہ آیا ہو یعنی اس کی رنگت، ذائقہ اور بو میں سے کسی علامت میں نجس شے کی شمولیت نے فرق نہ ڈال دیا ہو۔ اور نہ وہ استعمال شدہ ہو۔[1]

المالكية قالوا: إن استعمال الماء لا يخرجه عن كونه طهوراً، فيصح الوضوء والغسل بالماء المستعمل، ولكن يكره فقط

مالکیہ کہتے ہیں کہ استعمال میں آیا ہوا پانی اس کو پاک کرنے کی صفت سے مانع نہیں ہوتا، چنانچہ استعمال شدہ پانی سے وضو اور غسل دونوں جائز ہیں البتہ وہ پانی مکروہ ہے۔[2]

ب. پاک کرنے والے پانی اور پاک پانی کا فرق

تشریح عمومی:

پاک کرنے والے پانی اور پاک پانی میں فرق یہ ہے کہ پاک کرنے والا پانی عبادتوں اور روزمرہ کے معمولی کاموں میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ اس سے وضو کرنا اور جنابت وحیض کا غسل کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اس پانی سے نجاست کو دھویا جا سکتا ہے، ظاہری میل کچیل سے بدن اور کپڑے کو پاک صاف کیا جا سکتا ہے بخلاف پاک پانی کے (جو پاک کرنیوالا نہ ہو) کہ اسے امور عبادت مثلاً وضو کے لیے یا جنابت وغیرہ کے غسل میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اس پانی سے نجاست کو بھی دھویا نہیں جا سکتا۔ البتہ معمولی روزمرہ کے کاموں میں اس کا استعمال درست ہے، مثلاً پینے، بدن اور کپڑے کو صاف کرنے اور گوندھنے کے کام میں لانا۔[3]

الحنابلة قالوا: الماء الذي يحرم استعماله لا يصح التطهير به من الحدث، بشرط أن يكون المتطهر به ذاكراً لا ناسياً، فإذا توضأ منه وهو ناس وصلى به فإنه يصح، أما تطهير النجاسة به فإنه يصح

---

[1] Muhammad bin Muhammad, Abū al-Fayḍ, Zubaydī, *Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs* (Hind: Dār al-Hidāyah, Blāsn), 12: 446, bazīl Māddah Ṭ-H-R. Ahmad bin Muhammad, Fiyūmī, Abū al-ʿAbbās, *Al-Miṣbāḥ al-Munīr fī Gharīb al-Sharḥ al-Kabīr* (Bayrūt: Maktabah al-ʿIlmiyyah, Blāsn), 2: 379, bazīl Māddah Ṭ-H-R. Ḥasan bin ʿAmmār, Sharānbalālī, *Marāqī al-Falāḥ Sharḥ Matn Nūr al-Iḍāḥ* (Bayrūt: Maktabah al-ʿAṣriyyah, 1425), 1: 28. Shams al-Dīn Muḥammad bin Aḥmad, Khaṭīb Sharbaynī, *Mughnī al-Muḥtāj ilā Maʿrifat Maʿānī Alfāẓ al-Minhāj* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415), 1: 166.

[2] Muhammad bin Muhammad, Abū ʿAbdullāh, Ḥaṭṭāb Raʿīnī, *Mawāhib al-Jalīl fī Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1412), 1: 332.

[3] Muhammad bin Muhammad, Shanqīṭī, *Sharḥ Zād al-Mustaqniʿ fī Ikhtiṣār al-Muqniʿ* (Riyāḍ: Idārat al-ʿĀmmah, 1428), 5: 3.

حنابلہ کہتے ہیں کہ وہ پانی جس کا استعمال جائز نہیں ہے اس سے حدث کو دور نہیں کیا جاسکتا، بشرطیکہ طہارت (وضو وغیرہ) کرنے والا جان بوجھ کر ایسا پانی استعمال کرے۔ اگر بھولے سے وضو کر لیا اور نماز پڑھ لی تو نماز درست ہو گی۔ البتہ اس پانی سے نجاست دور کی جاسکتی ہے۔[4]

ج. آب طہور (پاک کرنے والے پانی) کے مسائل

تشریح عمومی:

پاک کرنے والے پانی سے متعلقہ مسائل کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ اس نتیجے کے بیان میں ہے جو ازروئے شریعت اس کے استعمال سے مرتب ہوتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ حدث اصغر (بے وضوئی) اور حدث اکبر (جنابت) کو اس پانی کے استعمال سے دور کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اس سے وضو کرنا اور جنابت اور حیض کا غسل صحیح ہے۔ اور اس کے ذریعہ نجاست محسوسہ وغیرہ کو دور کرنا اور فرائض ونوافل ودیگر اعمال تقرب مثلاً جمعہ اور عیدین جیسی عبادات کے لیے غسل کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح اس کا استعمال عام امور میں جائز ہے، مثلاً پینا، پکانا، گوندھنا، کپڑوں اور بدن کا دھونا اور زراعت کا سینچنا وغیرہ۔ دوسرا حصہ پانی کے استعمال کے شرعی حکم سے تعلق رکھتا ہے۔ حکم سے مراد پانی کے استعمال کا واجب ہونا یا حرام ہونا ہے۔ ایسا حکام خسہ یعنی وجوب، حرمت، ندب، اباحت اور کراہت پیدا ہوتے ہیں۔

"ندب" سے مراد وہ امور ہیں جو سنت میں شمار ہوتے ہیں، کیونکہ بعض اماموں کے نزدیک، مندوب اور، مسنون، کے ایک ہی معنی ہیں۔ بعض اماموں کے نزدیک ان دونوں میں فرق ہے۔ اس کی تفصیل وضو کے مندوبات (وضو کی سنتوں) کے سلسلے میں بیان ہو گی۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ جو امر پانی کے استعمال کو واجب کر دیتا ہے وہ ایسا فریضہ ہے جس کی ادائیگی حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونے پر موقوف ہے، جیسے نماز، پس اگر ادائیگی فریضہ کے وقت میں گنجائش ہے تو اس واجب کے بجالانے میں بھی گنجائش ہے اور اگر وقت تنگ ہے تو اس کے بجالانے میں بھی تنگی ہے۔ جن صورتوں میں پانی کا استعمال حرام ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ پانی دوسرے کی ملکیت ہو اور اس کے استعمال کی اجازت نہ ہو۔ اور وہ پانی جو پینے کے لیے ہی مخصوص کیا گیا ہو، لہٰذا سبیلوں کا پانی جو صرف پینے کے لیے ہوتا ہے اس سے وضو کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اگر پانی کا استعمال نقصان دہ ہو جیسے وضو کرنے یا نہانے سے مرض لاحق ہو جائے یا مرض میں اضافہ ہو جائے تو ممنوع ہے۔[5] اس کی تفصیل مسائل تیمم کے ضمن میں آئے گی۔

اسی طرح سخت گرم یا سخت سرد پانی جس کا استعمال یقینی طور پر نقصان دہ ہو۔ نیز وہ پانی جس کے خرچ کرنے سے کوئی جانور جس کا ضائع کرنا جائز نہیں ہے، پیاسا رہ جائے، اس پانی کا استعمال وضو یا غسل کے لیے حرام ہے۔ پس اگر کسی نے ایسی سبیل کے پانی سے وضو کیا جو محض پینے کے لیے ہے یا اس پانی سے کیا جس کی ضرورت ایسے جانور کے لیے تھی جس کو تلف کرنا درست نہ تھا یا ایسے مرض میں وضو کیا کہ وضو کرنے سے وہ مرض بڑھ جاتا ہے تو ان سب صورتوں میں وضو کا پانی حرام ہے لیکن وضو درست اور جو نماز پڑھی گئی وہ صحیح ہو گی۔[6]

اب وہ صورت لیجئے جس میں پانی کا استعمال موجب ثواب (مندوب) ہے مثلاً وضو پر تازہ وضو کرنا یا جمعہ کے روز کا غسل کرنا اور پانی کا استعمال مباح ہونے کی صورت یہ ہے کہ پانی جائز کاموں میں استعمال کیا جائے مثلاً پینا یا گوندھنا وغیرہ۔ جن صورتوں میں پانی کا استعمال مکروہ ہے ان میں سے ایک ہے کہ پانی سخت گرم یا سخت سرد ہو، لیکن اتنا نہ ہو کہ بدن کو نقصان پہنچائے۔ کراہت کا پہلو یہ ہے کہ وضو کرنے والے کی توجہ طاعت الٰہی سے مڑ کر پانی کی گرمی یا سردی کی شدت کی طرف مبذول ہو جاتی ہے، اور بسا اوقات وضو اور غسل میں جلد بازی کے باعث اس کی تکمیل خاطر خواہ نہیں ہو پاتی۔

دھوپ میں گرم کیے ہوئے پانی سے وضو کرنا بھی مکروہ ہے۔ یہ کراہت دو صورتوں میں ہو گی: اول یہ کہ وہ پانی تانبے یا سیسے کے برتن میں یا چاندی سونے کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن میں گرم ہوا ہو۔ اگر وہ پانی چاندی یا سونے کے برتن میں دھوپ سے گرم ہوا ہے تو مکروہ نہیں ہے۔

---

[4] Manṣūr bin Yūnus, Bahūtī, *Kashshāf al-Qināʿ ʿan Matn al-Iqnāʿ* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Blāsn), 1: 30.

[5] Maḥmūd bin Aḥmad, Abū Muḥammad, Badr al-Dīn ʿAynī, Al-*Bināyah Sharḥ al-Hidāyah* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1420), 12: 322.

[6] Muhammad bin Muhammad, Sh*arḥ Zād al-Mustaqnīʿ fī Ikhtiṣār al-Muqniʿ*, 1: 43.

دوسری صورت یہ ہے کہ شہر گرم علاقہ میں ہو اور پانی کو کسی تانبے کے برتن (جگ یا دیگچہ) میں ڈال کر دھوپ میں رکھ دیا جائے تا کہ وہ گرم ہو جائے تو اس پانی سے وضو یا غسل مکروہ ہے۔اسی طرح یہ بھی مکروہ ہے کہ کسی کپڑے کو اس پانی سے دھو کر اس تر کپڑے کو بدن کی جلد سے لگایا جائے۔
بعض لوگوں نے اس عمل کے مکروہ ہونے کا یہ سبب بتایا ہے کہ یہ بدن کے لیے نقصان دہ ہے۔لیکن یہ توجیہ واضح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ معلوم ہو کہ یہ امر نقصان دہ ہے تو اس کا استعمال حرام ہو گا نہ کہ مکروہ اور حقیقت یہ ہے کہ بظاہر اس میں مضرت نہیں ہے جب تک کہ برتن سربند نہ ہو اور اس کے اندر سے پانی لیا جائے۔ بعض لوگوں نے اس پانی کے مکروہ ہونے کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ اس میں گونہ تعفن پایا جاتا ہے جو طبیعت کو ناگوار ہوتا ہے۔لہٰذا اگر اور (اچھا) پانی میسر ہے تو اس (دھوپ میں گرم کیے ہوئے) پانی کا استعمال مکروہ ہے۔ورنہ مکروہ نہیں ہے۔اور یہی حال ہر قسم کے مکروہ پانی کا ہے کہ اگر اس کے علاوہ اور پانی میسر ہی نہ ہو تو اس کا استعمال مکروہ نہیں رہتا۔

الشافعية: زادوا شرطاً ثالثاً في كراهة استعمال الماء المسخن في الشمس، وهو أن تعلو الماء زهومة "دسم" فإذا لم توجد هذه الزهومة فلا كراهة، ومذهب الشافعية ظاهر في العلة التي ذكرناها

شافعیہ نے دھوپ سے گرم کیے ہوئے پانی کے مکروہ ہونے کی بابت ایک تیسری بات کا اضافہ کیا ہے کہ وہ پانی بُودار (تیلیا) ہو جاتا ہے۔اگر یہ بو نہ پائی جائے تو مکروہ نہ ہو گا۔کراہت کی علت کے بارے میں شافعیہ کا جو مسلک ذکر کیا گیا وہ واضح ہے۔[7]

الحنابلة قالوا: لا كراهة في استعمال الماء المسخن بالشمس على أيّ حال حنابلہ کہتے ہیں کہ دھوپ میں گرم کیے ہوئے پانی کا استعمال کسی حال میں مکروہ نہیں ہے۔[8]

تشریح عمومی:

ان کے ساتھ فقہانے پانی کی مکروہات میں کچھ اور امور کا بھی ذکر کیا ہے اس باب میں مختلف مسالک تفصیل طلب ہیں۔

المالكية: زادوا في مكروهات المياه أموراً ثلاثة: الأمر الأول: الماء الذي خالطته نجاسة، وإنما يكره بشروط خمسة--------- الماء الذي شرب منه حيوان لا يتوقى النجاسة، كالطير، والسبع، والدجاج، إلا أن يصعب الاحترازمنه، كالهرة- والفأرة، فإنه لا يكره استعماله في هذه الحالة للمشقة والحرج

مالکیہ نے پانی کے مکروہ ہونے کے متعلق تین اور امور کا اضافہ کیا ہے:

1۔امر اول پانی میں نجاست کا پڑ جانا ہے۔اسے پانی کا مکروہ ہونا پانچ شرطوں پر موقوف ہے:

1. پہلی شرط یہ ہے کہ وہ نجاست ایسی (بے حقیقت سی) ہو کہ پانی کی اپنی تین خصوصیات یعنی ذائقہ، رنگت اور بو میں سے کسی میں اس کے پڑنے سے کوئی فرق نہ آیا ہو۔اگر ان میں سے کی خصوصیت میں فرق آ گیا تو اس کا استعمال مطلقاً جائز نہ ہو گا۔
2. دوسری شرط یہ ہے کہ وہ پانی جاری (بہتا ہوا) نہ ہو، اس میں کوئی نجاست جا پڑے تو گو وہ نجس نہ ہو گا لیکن اس کا استعمال مکروہ ہے۔
3. تیسری شرط یہ ہے کہ اس پانی میں اضافہ کرنے والا عنصر شامل ہو، جیسے کنوئیں کا پانی کہ اگرچہ وہ بہتا ہوا پانی نہیں ہے، لیکن اس لحاظ سے کہ بغیر اس میں باہر سے پانی ڈالا جائے وہ از خود بڑھتا گھٹتا رہتا ہے۔ایسے پانی میں کوئی نجاست جا پڑے تو وہ گندا نہیں ہوتا۔
4. چوتھی شرط یہ ہے کہ نجاست کی مقدار بارش کے معمولی قطرہ کے برابر یا زیادہ ہو۔اگر اس سے کم ہو تو کوئی حرج نہیں ایسے پانی کا استعمال مکروہ نہ ہو گا۔
5. پانچویں شرط یہ ہے کہ مکروہ پانی کے علاوہ وضو کے لیے عمدہ پانی دستیاب ہو، اگر صاف پانی دستیاب ہی نہ ہو تو وہ پانی مکروہ نہیں ہو گا۔[9]

---

[7] Muhammad Ḥasan ʿAbd al-Ghaffār, *Sharḥ Matn Abī Shujāʿ* (Bidūn Nāshir wa Bidūn Tārīkh), 5: 5.

[8] Abd al-Raḥmān bin Muḥammad, Ibn Qāsim, *Sharḥ Zād al-Mustaqnīʿ* (Bidūn Nāshir, 1397), 1: 16.

[9] Muhammad bin Aḥmad, Abū al-Qāsim, Ibn Juzayy Kalbī, Al-*Qawānīn al*-Fiqhiyyah (Bidūn Nāshir wa Bidūn Tārīkh), 1: 25.

2۔ امر دوم جو پانی کو مکردہ بناتا ہے وہ پانی کا استعمال شدہ ہو جاتا ہے۔ استعمال شدہ پانی وہ ہے جسے ایسے کام میں لایا جائے جس کے لیے پاک کرنے والا پانی درکار ہوتا ہے، جیسے وضو میں استعمال ہونے والا پانی۔ پس اگر کسی شخص نے وضو کیا تو اس کے اترے ہوئے پانی سے پھر وضو کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اس کراہت کے لیے بھی تین باتیں ضروری ہیں:

- اول یہ کے وہ پانی تھوڑی مقدار میں ہوں کیونکہ اگر وضو کا پانی زیادہ تھا اور اسی میں اس کے اعضاء وضو سے اترا ہوا پانی مل گیا تو کوئی مضائقہ نہیں (وہ پانی مکروہ نہیں ہوا)۔
- دوم یہ کہ اس (استعمال شدہ پانی کے علاوہ اور پانی وضو کے لیے دستیاب ہوں اگر نہ ہو تو وہ پانی مکروہ متصورہ نہ ہو گا بلکہ روا ہے)۔
- سوم یہ کہ اس (مستعمل) پانی کا استعمال اسو ضو کے لیے کیا گیا جو واجب تھا (یعنی رفع حدث کے لیے استعمال ہوا) اگر وہ پانی مستحب وضو کے لیے استعمال کیا گیا تھا، مثلاً سونے کے لیے وضو کرنا یا اسی طرح کا کوئی اور وضو جس کی تفصیل آگے آئے گی تو اس طرح کا (استعمال شدہ) پانی مکروہ نہیں ہے۔

مالکیہ نے مستعمل پانی سے وضو مکروہ ہونے کا یہ سبب بتایا کہ بعض اماموں کے نزدیک استعمال شدہ پانی سے وضو درست ہوتا ہی نہیں۔ اس اختلاف کے پیش نظر انہوں نے اسے مکروہ قرار دے دیا۔ ان کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ اسلاف میں سے کسی نے استعمال شدہ پانی سے کام نہیں لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں کراہت نہیں ہے۔[10]

3۔ امر سوم جس کا ذکر مکروہ پانی کے ضمن میں آتا ہے اس کے مجملہ وہ پانی ہے جس میں سے کتے نے ایک بار یا کئی بار پیا ہو۔ اس پانی کی مقدار اگر تھوڑی ہے تو اس کا استعمال مکروہ ہے۔

اسی طرح وہ پانی ہے جس میں سے ایسے شخص نے پیا ہو جسے نشہ پینے کی لت ہے یا جس میں اس نے اپنا کوئی عضو دھویا ہو۔ پس جس پانی میں سے کسی نشہ باز نے پیا ہو وہ ان صورتوں میں مکروہ ہے:

- اول یہ کہ اس پانی کی مقدار تھوڑی ہو، اگر پانی زیادہ ہو تو مکروہ نہ ہو گا کم اور زیادہ سے کیا مراد ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی۔
- دوم یہ کہ اس پانی کے علاوہ اچھا پانی موجود ہو۔
- سوم یہ کہ جس نے وہ پانی پیا یا اس میں کوئی عضو دھویا اس کے منہ یا عضو کے پاک ہونے میں شبہ ہو۔ اب اگر واقعی اس کے منہ میں نجاست باقی تھی اور اس کے پینے سے پانی کی کسی صفت میں فرق آگیا تو اس پانی سے وضو نہ ہو گا۔[11]

کیونکہ اس طرح وہ پانی نجس ہو گیا ہے۔ اگر پانی کی کسی صفت میں فرق نہیں آیا تو اس کا استعمال صرف مکروہ ہو گا۔ یہی حکم اس پانی کا بھی ہے جس میں سے کسی ایسے جانور نے پیا ہو جو نجاست سے پرہیز نہیں کرتا۔ کوئی پرندہ ہو یا درندہ یا مرغی۔ البتہ اگر وہ ایسا جانور ہے جس سے بچنا دشوار ہے جیسے بلی یا چوہا تو دشواری اور تنگی کے پیش نظر ایسے پانی کا استعمال میں لانا مکروہ نہیں ہے۔[12]

الحنفية قالوا: يزداد على ما ذكر في مكروهات المياه ثلاثة أمور: --------- استعماله في الغسل والوضوء إن لم يوجد غيره بلا كراهة أيضاً، أما إن وجد غيره فإنه يصح استعماله فيهما أيضاً، ولكن الأحوط أن يتوضأ أو يغتسل من غيره

حنفیہ نے پانی کو مکروہ کرنے والی صورتوں میں تین امور کا اضافہ کیا ہے:

1. ایک تو ایسا پانی جس میں سے کسی شرابی نے شراب پینے کے بعد پانی کے پیالے یا جھجری کو منہ لگا کر پیا ہو۔ ایسے پانی سے وضو کر لینا صرف ایک صورت میں مکروہ ہے کہ اس نے شراب پینے کے اتنے عرصہ بعد وہ پانی پیا ہو کہ اس کے منہ کا لعاب، جس میں شراب کی آمیزش تھی، وہ دور ہو گیا، مثلاً شراب پینے کے بعد اس نے تھوک نگل لیا یا تھوکتا رہا، اس کے بعد پانی کے کوزے یا صراحی سے منہ لگا کر پیا (تو اس کا پانی مکروہ

---

[10] Aḥmad bin Muḥammad, Abū al-ʿAbbās, Ṣāwī, *Ḥāshiyat al-Ṣāwī ʿalā al-Sharḥ al-Ṣaghīr* (Bayrūt: Dār al-Maʿārif, Blāsn), 1: 37.

[11] Muhammad bin Yūsuf, Abū ʿAbdullāh, Mawāq, Al-*Tāj wa*-al-*Ikhlīl li-Mukhtaṣar Khalīl* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1416), 1: 103.

[12] Ibrāhīm bin ʿAbd al-Ṣamad, Abū Ṭāhir, Tanūkhī, Al-*Tanbīh ʿalā Mabādī al-Tawjīh* (Bayrūt: Dār Ibn Ḥazm, 1428), 1: 237.

ہو گیا)۔ لیکن اگر باقی شراب پی اور اس کے منہ میں رہ گئی اور نہ کچھ نگلا اور نہ اگلا اور اسی حال میں پانی کے کوزے یا صراحی میں سے پانی پیا تو اب وہ پانی جو رہا وہ نجس ہو گا اور اس کا استعمال جائز نہ ہو گا۔[13]

2. دوسرا وہ پانی مکروہ ہے جس میں سے کسی درندے یا پرندے نے جیسے چیل، کوا یا ایسے دوسرے پرندے مثلاً آزاد پھرنے والی مرغی نے پیا ہو۔ حنفیہ نے اس پانی کے مکروہ ہونے کی یہ علت بیان کی ہے کہ ممکن ہے کہ اس کی چونچ میں نجاست لگی ہوئی ہو۔ اس کے برخلاف درندہ جانوروں اور دوسرے حرام جانوروں کا جھوٹا پانی (مکروہ نہیں بلکہ) نجس ہے کیونکہ ان کے منہ کا لعاب (رال) نجاست آلود ہوتا ہے۔ حرام جانوروں کے پسینے کا حکم وہی ہے جو ان کے جھوٹے پانی کا ہے۔ لہٰذا اگر بجو یا کسی درندہ جانور کا پسینہ کپڑے میں لگ جائے یا وہ جانور پانی میں (جس کی مقدار کم ہو) داخل ہو تو وہ پانی نجس ہو جائے گا۔[14]

3. تیسرا خانگی بلی کا جھوٹا پانی ہے کہ اگر خانگی بلی تھوڑی مقدار کے پانی میں سے پی لے تو اس کا استعمال مکروہ ہو گا۔ کیونکہ (بلیاں) نجاست سے پرہیز نہیں کرتیں۔ اگرچہ بلی حرام جانوروں میں سے ہے لیکن اس کا جھوٹا مکروہ ہے نجس نہیں[15]، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کے نجس نہ ہونے کی بابت تصریح فرمائی ہے کہ «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّمَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ»[16] "یعنی بلے بلیاں نجس نہیں ہیں، یہ تو تمہارے اردگرد پھرتی پھراتی رہتی ہیں" ظاہر ہے کہ اس ارشاد سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

اب رہا خچر اور گدھے کا جھوٹا، سو واضح ہو کہ اس کے ماء طہور (یعنی پاک کرنے والا پانی) ہونے میں شبہ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ پاک ہے جس میں کلام نہیں۔ لہٰذا اگر گدھے یا خچر نے جس تھوڑی مقدار پانی میں سے پیا ہے اس کا استعمال معمولی کاموں مثلاً دھونے یا پینے کے لیے کراہت سے خالی ہے لیکن ان کی طہوریت یعنی وضو کے قابل یا نہانے کے لائق ہونے میں شبہ ہے، البتہ اگر اس کے سوا کوئی اور پانی دستیاب نہ ہو تو اس کا استعمال غسل اور وضو میں بھی بغیر کراہت کے درست ہو گا۔ اگر اس کے علاوہ اور پانی دستیاب ہو تو گو اس پانی کو وضو اور غسل میں استعمال کیا جا سکتا ہے تاہم زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ (اس کو چھوڑ کر) دوسرے پانی سے وضو یا غسل کیا جائے۔[17]

الشافعية: زادوا على ما ذكر في مكروهات المياه الماء المتغير بمجاورة المتصل به---------- بحيث خرج عن رقته وسيلانه، ولم يكن ماء، فإنه لا يصح استعماله في الوضوء، أو الغسل

شافعیہ نے پانی کی مکروہات کے سلسلے میں اس پانی کا اضافہ کیا ہے جس کے ساتھ کسی چیز کے لگ جانے سے اس پانی کی صفات میں فرق آ گیا ہو۔ وہ چیز سخت (جامد) ہو یا رقیق (مائع) مثلاً پانی کے ساتھ جما ہوا روغن (تیل یا گھی) تھا اور اس کے باعث پانی میں تغیر آ گیا تو اس کا استعمال مکروہ ہے۔ رقیق شے کی مثال عرق گلاب وغیرہ ہے کہ اگر یہ رقیق شئے پانی کے ساتھ مل گئی اور اس کے باعث پانی میں تبدیلی آ گئی تو اس کا استعمال مکروہ ہو گا لیکن یہ کراہت اسی صورت میں ہو گی کہ اس پر "پانی" کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہو۔ اگر اس پانی میں گلاب کی خوشبو غالب آ گئی اور یا پانی بھی اس منجمد روغن سے مل کر جم گیا کہ اس کی رقت اور بہاؤ باقی نہ رہا اور پانی کا لفظ اس پر نہیں بولا جاتا تو غسل یا وضو کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں رہا۔[18]

---

[13] Ḥasan bin ʿAmmār, *Marāqī al-Falāḥ Sharḥ Matn Nūr al-Iḍāḥ,* 1: 17. Aḥmad bin Muḥammad, Ṭaḥṭāwī, *Ḥāshiyat al-Ṭaḥṭāwī* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1418), 1: 29.

[14] Burhān al-Dīn Maḥmūd bin Aḥmad, Abū al-Maʿālī, Ibn Māzah, Al-*Muḥīṭ al-Burhānī fī al-*Fiqh al-*Nuʿmānī* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1424), 1: 125, 126. Muḥammad bin Ḥasan, Abū ʿAbdullāh, Shaybānī, Al-*Jāmiʿ al-Ṣaghīr wa Sharḥuh al-Nāfiʿ al-Kabīr* (Bayrūt: ʿĀlam al-Kutub, 1406), 1: 74, 75.

[15] Ḥasan bin ʿAmmār, *Marāqī al-Falāḥ Sharḥ Matn Nūr al-Iḍāḥ,* 1: 18.

[16] Muḥammad bin ʿĪsā, Abū ʿĪsā, Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī* (Miṣr: Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1395), 1: 92.

[17] Burhān al-Dīn ʿAlī bin Abī Bakr, Abū al-Ḥasan, Marghīnānī, Al-*Hidāyah* (Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Blāsn), 1: 38.

[18] Ibrāhīm bin ʿAlī, Abū Isḥāq, Shīrāzī, Al-*Muhadhdhab fī Fiqh al-Imām al-Shāfiʿī* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah), 1: 17. Muḥyī al-Dīn Yaḥyā bin Sharaf, Abū Zakarīyā, Nawawī, Al-*Majmūʿ Sharḥ al-*Muhadhdhab (Bayrūt: Dār al-Fikr, Blāsn), 1: 98.

الحنابلة قالوا: يزدا على ما ذكر في المياه المكروهة سبعة أمور: ---------- سابعها الماء المسخن بوقود مغصوب، فإنه يكره استعماله

حنابلہ کہتے ہیں کہ پانی کے مکروہات میں سات امور ہیں:

1. وہ پانی جس کے نجس ہونے کا گمان غالب ہو۔ ایسے پانی کا استعمال مکروہ ہے۔
2. وہ پانی جو نجس شے سے گرم ہوا ہو، خواہ اس نجس شے کو گرم کرتے وقت استعمال کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔
3. وہ جو غیر واجب طہارت (مثلاً نفلی وضو) کے لیے استعمال میں آچکا ہو۔ ایسے پانی سے پھر وضو کرنا مکروہ ہے۔
4. وہ پانی جس کی صفات میں گاڑھے نمک کی آمیزش سے فرق آگیا ہو۔
5. اس کنوئیں کا پانی جو ناجائز قبضہ کی ہوئی زمین میں واقع ہو یا زبردستی کھودا گیا ہو، خواہ اس کی مملوکہ زمین ہی میں کیوں نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ اس کے کھودنے لوگوں کو بے سبب مجبور کیا گیا ہو۔ اور ایسی ہی وہ صورت ہے جب کہ ناجائز اجرت دے کر کھدوایا گیا ہو۔ ان تمام صورتوں میں اس کنوئیں کے پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے۔
6. وہ پانی جو کسی مقبرہ میں ہو۔
7. ناجائز طور پر چھینے ہوئے ایندھن سے گرم کیا ہوا پانی۔ اس کا استعمال مکروہ ہے۔[19]

د. ان امور کا بیان جن سے پانی طہوریت (پاک کرنے کی صلاحیت) سے خارج نہیں ہوتا

تشریح عمومی:

واضح ہو کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ پانی کا رنگ، ذائقہ اور بو میں فرق آجانے پر بھی پاک کرنے (طہوریت) کی صلاحیت باقی رکھے، بشرطیکہ اس کا استعمال نقصان دہ نہ ہوں۔ اگر اس متغیر شدہ پانی کے استعمال سے انسان کے کسی عضو کو نقصان پہنچتا ہو تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

جنگلوں اور صحراؤں میں رہنے والوں کو ایسا پانی (ماءِ متغیر) استعمال کرنا پڑتا ہے۔ وہاں اس کے سوا اور پانی دستیاب نہیں ہوتا، لہٰذا شریعت اسلامی نے ایسے لوگوں کو اس پانی کا استعمال روا قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ نقصان دہ نہ ہو، اس کی اجازت بخاری کی اس روایت سے ثابت ہوتی ہے جس کا مضمون یہ ہے:

> مسلمانوں نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ان میں سے بیشتر اصحاب کو بخار آنے لگا۔ اس وقت بعض سمجھدار مسلمانوں نے یہ رائے دی کہ اس جوہڑ کے منفذ کو جسے بطحان کہتے تھے، بند کر دیا جائے۔ چنانچہ اسے بند کر دیا گیا تو بخار جاتا رہا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ "بطحان" میں متعفن پانی بہتا تھا، یعنی وہ پانی ایسا تھا جس کی صفت میں فرق آگیا تھا۔[20]

غرض جس نل سے پانی آتا ہے اسے کاٹ دینا اور وضو کرنے یا غوطہ لگانے کی جگہ کو ڈھا دینا تا کہ پانی میں بگاڑ نہ پیدا ہو اور مضر اشیاء سے ملوث نہ ہو، یہ سب کچھ دین اسلام کے حقیقی اغراض میں سے ہے۔ غرض اس کے تمام احکام فائدہ حاصل کرنے اور نقصان کو دفع کرنے کے لیے ہیں۔

فقہاء نے ایسے پانی کی مثالیں بتائی ہیں جن میں تغیر پیدا ہو جانے کے باوجود پاک کرنے کی صفت باقی رہتی ہے۔ مجملہ ان کے یہ ہے کہ پانی کے تمام یا بعض اوصاف میں فرق صرف اس جگہ کی وجہ سے آئے جہاں وہ پانی ہے یا جس جگہ سے وہ پانی بہتا ہے مثلاً کسی پرانے وضوخانہ کا پانی یا اس حوض کا پانی جو کسی بیابان وغیرہ میں ہے۔ اسی طرح وہ پانی جو کسی کان، مثلاً نمک یا گندھک کی کان میں سے ہو کر بہتا ہو۔ ایسے پانی کی صفات میں اگر فرق آجائے تو وہ پاک کرنے کی صلاحیت سے خارج نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ پانی جو دیر تک رکا رہنے کے باعث متغیر ہو جائے۔ مثلاً کسی مشک یا مٹکے میں عرصہ تک پڑا پڑا متغیر ہو جائے تو یہ پانی پاک کرنے کی صفت سے خالی نہ ہو گا۔ اسی طرح وہ پانی جو پانی ہی میں پیدا ہونے والی شے سے تغیر پذیر ہوا ہو جیسے مچھلی یا کائی نے جو پانی کے اوپر جم جاتی ہے۔ کائی کو اگر اس پانی میں پکایا نہ گیا ہو یا پکا کر اس میں ڈال دیا گیا ہو تو اس سے پانی میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔

---

[19] Al-Ḥājjah Suʿād, Zarzūr, Fiqh al-*ʿIbādāt ʿalā al*-Madhhab al-*Ḥanbalī* (Bidūn Nāshir wa Bidūn Tārīkh), 1: 37.

[20] Muḥammad bin Ismāʿīl, Abū ʿAbdullāh, Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422), 3: 1889.

اسی طرح وہ پانی جس میں کسی ایسی چیز سے تغیر آگیا ہو جو دباغت کے لیے برتن میں لگائی جائے مثلاً تارکول یا قریظ وغیرہ، پس اگر ایسے مدبوغ مٹکے (یا کپے) میں پانی بھر اگیا اور اس مسالہ کے باعث اس پانی کے کی صف میں فرق آگیا تو کوئی حرج نہیں۔[21]

اسی طرح وہ پانی جس میں کسی ایسی شے کی آمیزش سے تغیر آگیا جس سے بچنا متعذر ہے جیسے آندھی کا گرد و غبار اور بھوسا اور پتے جو ہوا کے جھکڑ سے کنوئیں میں آپڑیں۔ اسی طرح وہ پانی جس میں ساتھ لگی ہوئی شے سے تغیر آگیا ہو، مثلاً کوئی مردار پانی کے کنارے پڑا ہے اور اس سے پانی متعفن ہو گیا تو اس تبدیلی سے وہ پانی پاک کرنے کی صفت سے خارج نہ ہو گا۔ ایسی خراب حرکتیں دہقانی جہلا سے سرزد ہوتی رہتی ہیں کہ کوئی مردار جانور اس پانی کے کنارے بلکہ پانی کے اندر ڈال جاتے ہیں حالانکہ وہ پانی خود ان کے استعمال میں آتا ہے۔ اس مردار سے سخت بدبو پھوٹ پڑتی ہے اور دور دور تک پہنچتی ہے۔ ہر چند کہ شریعت نے اس سے وضو اور غسل جائز قرار دیا ہے۔ لیکن اور محرابیوں کے باعث اس کا استعمال سختی سے منع کیا گیا۔ وہ خرابیاں یہ ہیں کہ ایسا پانی مضر صحت ہے اور جانے آنے والوں کے لیے باعث اذیت ہوتا ہے۔

الحنابلة: لم يشترطوا طبخ الطحلب، بل قالوا: إنه يضر الماء، ويخرجه عن كونه طهوراً إذا ألقاه في الماء آدمي عاقل قصداً، لا فرق بين أن يكون مطبوخاً، أو غير مطبوخ، أما إذا تولد من الماء وحده، أو قذف به الريح، ونحوه، فإنه لا يضر

حنابلہ کہتے ہیں کہ کائی سے پانی کو نقصان کیا ہے، اگر کسی بالغ سمجھدار آدمی نے قصداً پانی میں کائی ڈالی ہے تو وہ پانی پاک کرنے والا نہ رہے گا، خواہ کائی پکا کر ڈالی جائے یا بغیر پکائے ڈال دی جائے۔ البتہ اگر پانی میں کائی از خود پیدا ہو گئی یا ہوا وغیرہ سے اس میں آن پڑی تو مضائقہ نہیں۔[22]

مبحث دوم: طاہر غیر طہور (یعنی وہ پانی جو پاک ہوتا ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں ہوتا)

تشریح عمومی:

طاہر (پاک پانی) کی تعریف یہ ہے کہ وہ پانی ہے جو استعمال میں آچکا ہو لیکن نجس نہ ہو۔ ایسے پانی کا معمولی کاموں، مثلاً پینے اور پکانے وغیرہ میں استعمال صحیح ہے عبادت کے کاموں مثلاً وضو یا غسل میں استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔[23]

أ. طاہر غیر طہور پانی کی قسمیں

طاہر غیر طہور پانی (جو پاک ہو لیکن پاک کرنے والا نہ ہو) کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم وہ پانی ہے جس میں کوئی پاک شے شامل ہو جائے چنانچہ مثلاً اگر ماء طہور (پاک کرنے والا پانی) میں گلاب کا عرق آٹے کا دھوون وغیرہ شامل ہو جائے تو اس پانی کا وصف طہوریت جاتا رہے گا۔ اس کا استعمال وضو یا غسل میں صحیح نہیں ہے۔ معمولی کاموں میں، مثلاً پینے یا کپڑے دھونے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ واضح رہے کہ اس پانی کی پاک کرنے والی صفت زائل نہ ہو گی جب تک کہ یہ دو باتیں نہ ہوں: ایک تو یہ کہ پانی کے تین اوصاف: ذائقہ رنگ اور بو میں سے کوئی وصف اس شے کے شامل ہونے کے باعث بدل جائے دوسری یہ کہ شامل ہونے والی شے ان اشیاء میں سے ہو جو پانی کی صفت طہوریت کو ختم کر دیتی ہیں[24]، ان اشیاء کے بارے میں مختلف مسالک تفصیل طلب ہیں۔

المالكية قالوا: الطاهر غير الطهور نوع واحد فقط، وهو النوع الأول------ فإنه ليس داخلاً في أقسام المياه التي يصح التطهير بها عندهم، لأنه ليس ماء مطلقاً

---

[21] Yaḥyā bin Abī al-Khayr, Abū al-Ḥusayn, Ibn Sālim ʿUmrānī, Al-*Bayān fī Madhhab al-Imām al-Shāfiʿī* (Jeddah: Dār al-Minhāj, 1421), 1: 20.

[22] Manṣūr bin Yūnus, Bahūtī, Al-*Rawḍ al-Murbiʿ Sharḥ Zād al-Mustaqniʿ* (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, Blāsn), 1: 8. Manṣūr bin Yūnus, *Kashshāf al-Qināʿ ʿan Matn al-Iqnāʿ*, 1: 27.

[23] Aḥmad bin Muḥammad, Al-*Miṣbāḥ al-Munīr fī Gharīb al-Sharḥ al-Kabī*r, 2: 379, bazīl Māddah Ṭ-H-R. Ḥasan bin ʿAmmār, *Marāqī al-Falāḥ Sharḥ Nūr al-Iḍāḥ*, 1: 13, 14.

[24] Zayn al-Dīn bin Ibrāhīm, Ibn Najīm, Al-*Baḥr al-Rāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq* (Bayrūt: Dār al-Kitāb al-Islāmī, Blāsn), 1: 82.

مالکیہ کہتے ہیں کہ طاہر غیر طہور پانی کی صرف ایک ہی قسم ہے اور یہ وہی پہلی قسم کا پانی ہے یعنی وہ پانی جس میں پاک چیز کے شامل ہونے سے پانی کے اوصاف ثلاثہ میں سے کسی ایک صفت میں فرق آگیا ہو اور شامل ہونے والی شے ایسی شے ہو جو طہوریت کی صفت کو زائل کر دیتی ہے تو ایسے پانی کو "طاہر غیر طہور" پانی کہا جاتا ہے۔ اور دوسری قسم کا پانی جس سے مراد استعمال شدہ قلیل مقدار پانی ہے وہ "طہور" ہوتا ہے، بشرطیکہ مستعمل ہو جانے کے باعث اس کے کسی ایک وصف میں فرق نہ آیا ہو۔ اور تیسری قسم کا پانی جو نباتات سے نکلا ہو جیسے گلاب اور تربوز کا پانی، اس کو فقہاء نے ایسے پانی میں شمار نہیں کیا جس کو پاک کرنے کے کام میں لایا جاسکے، کیونکہ یہ خالص پانی نہیں ہے۔[25]

الحنفية قالوا: الأشياء التي تسلب طهورية الماء، وتجعله طاهراً فقط. تنقسم إلى قسمين جامد، ومائع؛ فأما الجامد فإنه يسلب طهورية الماء في حالتين---------------------------- فيظهر أثر اللبن في الماء فمتى ظهر لون اللبن في الماء فإنه يخرج عن طهوريته، ويكون طاهراً فقط

حنفیہ کہتے ہیں کہ وہ اشیاء جو پانی کی صفت طہوریت کو ختم کر دیتی ہیں اور پانی صرف طاہر رہ جاتا ہے، ان کی دو قسمیں ہیں:

- ایک جامد (بستہ)
- دوسری رقیق (پتلی)

جامد اشیاء کے پانی میں ملنے سے پانی کی طہوریت دو صورتوں میں ختم ہوتی ہے:

- پہلی صورت یہ ہے کہ اس شئے کی آمیزش سے پانی کے پتلا پن اور روانی میں فرق آجائے۔ مثلاً اگر پانی میں مٹی مل جائے تو وہ پانی نہ پتلا رہے گا اور نہ روانی باقی رہے گی، لہٰذا ایسے پانی سے پاک کرنے کا کام نہیں لیا جاسکتا۔ چنانچہ حوض کے پانی کی تلچھٹ جو کیچڑ کی طرح حوض کی تہ میں پانی سوکھنے کے بعد رہ جاتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔[26]
- دوسری صورت یہ ہے کہ اس پانی میں کوئی چیز پکائی گئی ہو۔ ایسے پانی کو پاک کرنے کے کام میں نہیں لایا جاسکتا، مثلاً پانی میں پکانے کے لیے سور ڈال کر دو ایک بار اس کو جوش دیا اور پانی کی حالت بدل گئی لیکن سور گلی نہیں، تب بھی اس پانی کی طہوریت باقی نہ رہے گی، اگرچہ اس پانی کا پتلا پن اور روانی باقی ہو۔ ایسی صورت بعض اوقات بیابانوں میں جہاں پانی کی قلت ہوتی ہے پیش آجاتی ہے۔[27]

صابون وغیرہ اشیاء سے بھی جو میل اتارنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں، پانی کے اوصاف میں تغیر آجاتا ہے لیکن وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی اگر ان اشیاء کا اثر پانی میں غالب ہو کہ پانی کا رنگ، ذائقہ اور بو بدل جائے تو اس سے پانی کی طہوریت میں فرق نہیں آتا جب تک کہ ان چیزوں کو پانی میں جوش نہ دیا جائے اور پانی کے پتلا پن اور اس کی روانی میں فرق نہ آجائے۔[28]

اب ایسی رقیق اشیاء کو لیجئے جو پانی کے ساتھ مل کر اس کی طہوریت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

- ایک تو یہ کہ پانی میں ملنے والی رقیق شے پانی کی صفات ثلاثہ یعنی ذائقہ، رنگت اور بو میں اس پانی کے موافق ہو، جیسے وہ گلاب کا عرق جس کی خوشبو جاتی رہی ہو، یا ایسا پانی جو پہلے استعمال میں آچکا ہے (ماء مستعمل)، اس صورت میں حکم یہ ہے کہ دیکھا جائے کون سی شے غالب ہے، اگر پانی غالب ہے تو وہ طہور ہے اگر ملنے والی شے غالب ہے تو پانی طاہر غیر طہور ہے۔ اگر دونوں برابر ہیں تو اس کو بھی اسی غالب شے کے حکم میں شامل سمجھا جائے گا اس کی مثال یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے وضو کرنے کے چھوٹے سے حوض (میقاۃ) میں وضو کیا اور وضو کا پانی اعضاء سے بہہ کر حوض کے پانی میں مل گیا، لیکن وضو کے پانی کی مقدار اس حوض کے غیر مستعمل پانی سے کم ہے تو اس پانی میں کوئی خرابی نہیں آئی۔ لیکن اگر وضو کا استعمال شدہ پانی اس کے برابر یا زیادہ ہے، تو اس حوض کا تمام پانی استعمال میں آیا ہوا پانی متصور ہو گا۔[29]

---

[25] Abd al-Bārī bin Aḥmad, Abū al-Najā, ʿAshmāwī, Matn al-*ʿAshmāwiyyah fī Madhhab al-Imām Mālik* (Miṣr: Sharikat al-Shamarlī), 1: 3.

[26] Ḥasan bin ʿAmmār, *Marāqī al-Falāḥ Nūr al-Iḍāḥ*, 1: 15.

[27] Aḥmad bin Muḥammad, *Ḥāshiyat al-Ṭaḥṭāwī ʿalā Marāqī al-Falāḥ Sharḥ Nūr al-Iḍāḥ*, 1: 24, 25.

[28] Maḥmūd bin Aḥmad, Al-*Bināyah Sharḥ al-Hidāyah*, 1: 361.

[29] Zayn al-Dīn bin Ibrāhīm, Al-*Baḥr al-Rāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq*, 1: 99. Burhān al-Dīn Maḥmūd bin Aḥmad, Al-*Muḥīṭ al-Burhānī fī al-*Fiqh al-*Nuʿmānī*, 1: 119.

- دوسری صورت یہ ہے کہ اب طہور کے ساتھ کوئی ایسی رقیق شے باطل ہو، مثلاً جو رنگ، ذائقہ اور بو میں سرکہ کی طرح اس پانی سے مختلف ہے بایں طور کہ اس رقیق شے کا الگ ذائقہ، رنگت اور الگ بو ہے، اب اگر مثلاً سرکہ کی کوئی مقدار پانی میں پڑی اور سرکہ کے بیشتر اوصاف جیسے ذائقہ اور رنگ پانی میں نمایاں ہوگئے تو پانی طاہر رہے گا طہور نہ رہے گا۔ لہٰذا اس کو عبادت کے کاموں میں استعمال کرنا صحیح نہیں، پکانے وغیرہ کے کام میں درست ہے۔ لیکن اگر پانی میں سرکہ کا کوئی ایک وصف نمایاں ہو تو اس پانی میں طہوریت کی صلاحیت باقی سمجھی جائے گی۔[30]
- تیسری صورت یہ ہے کہ پانی میں شامل ہونے والی رقیق شے بعض صفات میں اس پانی کے مطابق ہے اور بعض میں نہیں ہے جیسے دودھ کہ اس کا ذائقہ اور رنگ اپنا جداگانہ لیکن پانی کی طرح بو سے خالی ہے، پس اگر کسی قدر دودھ پانی میں مل جائے اور اس کی اپنی دو صفات میں سے کوئی صفت پانی میں نمایاں ہو جائے تو پانی طاہر ہو گا لیکن پاک کرنے والا (طہور) نہ رہے گا۔ ایسی صورت بعض کسانوں کو پیش آتی ہے کہ وہ دودھ والے برتن کو دھوئے بغیر اس میں پانی ڈال لیتے ہیں جس سے دودھ کا اثر پانی میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ پانی صرف طاہر ہے طہوریت کے وصف سے خارج ہے۔[31]

المالكية قالوا: تسلب طهورية الماء، ويصير طاهراً فقط بثلاثة أمور.......... أو لونه، أما إذا تغيرت به ريحه فقط، فإنه يبقى طهوراً، ولا يضره ذلك التغير

مالکیہ کہتے ہیں کہ تین صورتیں ایسی ہیں جن سے پانی کی طہوریت ختم ہو جاتی ہے وہ صرف طاہر رہ جاتا ہے:

- ایک یہ کہ پانی میں کوئی پاک شے شامل ہو کر اس کی صفات ثلاثہ، یعنی ذائقہ، رنگت اور بو (خواہ وہ بو پانی میں نمایاں نہ ہو) میں سے کسی ایک وصف میں تغیر پیدا کر دے۔ لیکن پانی کی طہوریت ختم ہونے کے لیے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے:
  - اول یہ کہ جو شے پانی میں شامل ہوئی ہے وہ اس پانی کا لازمی عنصر نہ ہو بلکہ ایسی شے ہو جو بیشتر پانی سے جدا رہتی ہے۔
  - دوسری شرط یہ کہ وہ چیز زمین کے اجزاء میں سے نہ ہو۔
  - تیسری شرط یہ کہ وہ ایسا مسالہ نہ ہو جس سے برتن کی دباغت کی جاتی ہو۔
  - چوتھی شرط ایسی چیز نہ ہو جس سے بچنا دشوار ہو۔[32]

ان کی مثالیں جیسے صابون ایسی شے ہے جو لازمی طور پر پانی کے ساتھ شامل نہیں ہوتا۔ اسی عرق گلاب اور دوسری رقیق عطریات جو پانی کو خوشبودار کرتی ہیں۔ پانی استعمال کرنے والے کو بیشتر اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسی طرح مویشی کا گوبر کہ اگرچہ بعض اوقات اس پانی میں شامل ہوتا ہے جسے لوگ پیتے ہیں، لیکن اس سے بچنا دشوار نہیں ہے۔ اسی طرح کسی جلتی ہوئی چیز کا دھواں، خواہ وہ چیز زمین کے اجزا میں سے ہوں۔ اسی طرح ان درختوں کے پتے جو ایسے کنوئیں یا پنسال کے قریب ہوں جن کا ڈھکنا ممکن ہے۔ یا گرد و غبار، بھوسا اور درختوں کے گابھے۔ اسی طرح مچھلی جو پانی میں مر جائے یا پانی میں ڈال دی جائے یا غرض تمام پاک اشیاء اگر پانی میں شامل ہوں اور مذکورہ شرائط پر پوری ہوتی ہوں تو پانی کی طہوریت سلب کر لیں گی اور وہ پانی صرف طاہر رہ جائے گا لیکن شرط وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ ان سے پانی کے کسی ایک وصف میں فرق آجائے۔[33]

- دوسری بات جو پانی کی صفت طہوریت کو ختم کرنے والی ہے، یہ ہے کہ پانی میں جو تغیر آیا ہے وہ اس برتن ہی کی وجہ سے ہو جس میں وہ پانی ہے۔ اس کے لیے دو شرطیں ہیں:
  - اول یہ کہ وہ برتن زمینی اجزا سے نہ بنا ہو مثلاً کسی چمڑے کے برتن یا لکڑی کے برتن میں ہو اور اس برتن کی وجہ سے اس کی کسی صفت میں فرق آگیا۔

---

[30] ʿAbdullāh bin Maḥmūd, Abū al-Faḍl, Ibn Mawdūd Mawṣilī, Al-*Ikhtiyār li-Taʿlīl al-Mukhtār* (Cairo: Maṭbaʿat al-Ḥalabī, 1356), 1: 35.

[31] Fakhr al-Dīn ʿUthmān bin ʿAlī, Zaylaʿī, *Tabyīn al-Ḥaqāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq* (Cairo: Maṭbaʿat al-Kubrā al-Amīriyyah, 1313), 1: 20.

[32] Muhammad bin Muhammad, *Mawāhib al-Jalīl fī Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl*, 1: 65.

[33] Iḍāfah (ibid).

➢ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ تغیر جو پانی میں آیا، وہ ایسا ہو جسے عام طور پر نمایاں (بڑا) تغیر خیال کیا جاتا ہے۔ پس اگر پانی مٹی کے کورے گھڑے میں رکھا گیا اور اس میں کوئی معمولی سی تبدیلی آگئی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر پانی میں کتان کی ڈور یا کھجور کی چھال سے تبدیلی آئی تو اس تبدیلی میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ واضح اور بڑا تغیر نہ پیدا ہوا ہو۔[34]

- تیسری بات جو پانی کی طہوریت کو زائل کرتی ہے، یہ ہے کہ پانی میں تارکول یا قرظ وغیرہ (دباغت کے مسلوں) سے فرق آگیا ہو۔ ایسی صورت میں پانی طہوریت سے خارج ہوگا جب کہ اس کا ذائقہ یا رنگ بدلا ہو، اگر صرف بو میں فرق آیا ہے تو اس پانی میں طہوریت کی صلاحیت باقی رہے گی اور اس تغیر سے کوئی حرج نہ ہوگا۔[35]

الشافعية قالوا: تسلب طهورية الماء، ويصير طاهراً فقط إذا خالطه شيء طاهر، بأربعة شروط---- فإنه يكون طاهراً فقط، بشرط أن لا يكون الملح مقراً للماء؛ أو ممراً للماء، وإلا فلا يضر

شافعیہ کہتے ہیں کہ پانی کی صفت طہوریت کا زائل ہونا اور صرف طاہر رہ جانا چار شرطوں پر موقوف ہے:

- ایک یہ کہ وہ پاک چیز جو پانی میں ملی وہ ایسی ہے جس کا شامل کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ اگر اس پانی میں کوئی اور پانی ایسا ملایا گیا کہ بغیر اس کے ملانے وہ پانی بھی ختم ہو جاتا، اب اگر اس کے ملانے سے اس پانی میں تغیر آگیا یا پانی میں تغیر اس جگہ کے باعث آیا جہاں سے پانی کی سوت (چشمہ) پھوٹی تو اس تغیر سے اس پانی میں کوئی خرابی نہ ہوگی (یعنی اس کی طہوریت باقی رہے گی)۔[36]
- دوسری شرط یہ ہے کہ پانی میں پاک شے کی آمیزش سے جو تغیر ہوا ہے وہ یقینی ہو۔ اگر اس کے متغیر ہونے میں شبہ ہو تو پانی میں خراب متصور نہ ہوگی۔[37]
- تیسری شرط یہ ہے کہ پانی میں وہ تغیر مٹی پڑ جانے کے باعث نہ ہو خواہ وہ مٹی اس میں قصداً ڈالی گئی ہو۔ پانی میں گاڑھے نمک کے شامل ہونے کی صورت میں بھی وہی حکم ہے جو مٹی کا ہے۔ پس اگر ان اشیائے متذکرہ اس کے علاوہ کسی اور (پاک) چیز کے پڑ جانے سے پانی میں تبدیلی آجائے تو اس کی صفت طہوریت جاتی رہے گی اور وہ محض طاہر رہ جائے گا۔ مثلاً اس پانی میں زعفران یا کھجور ڈالا جائے یا اسی طرح کی کوئی اور شے ڈالنے سے پانی میں نمایاں تبدیلی آجائے یا پانی میں درخت کا پتہ پڑ جانے سے اس کی حالت بدل جائے یا کسی اور شے کی اس میں تحلیل ہو جانے کے باعث تغیر آجائے جیسے السی یا ملیٹھی وغیرہ حل ہو جائے اور یہ تغیر نمایاں ہو، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا تو ایسا پانی طہور نہ رہے گا۔
- چوتھی شرط یہ ہے کہ تارکول کی آمیزش سے اگر پانی میں نمایاں اور یقینی فرق آجائے تو پانی طہور نہ رہے گا۔ بشرطیکہ تارکول میں چکنائی نہ ہو اور پانی کے مشکیزہ (یا کپے) کو اصلاح کے لیے نہ لگایا گیا ہو، بصورت دیگر کوئی حرج نہیں (اور وہ طہور ہی ہوگا) اسی طرح اس صورت میں جب کہ پانی میں ایسے نمک سے جو پانی سے نہ بنا ہو بلکہ پہاڑی نمک ہو تغیر آجائے تو وہ پانی صرف ظاہر ہے (طہور نہیں ہے)۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ نمک اس پانی کے ٹھہرنے کی جگہ پر یا پانی کی گزرگاہ پر نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو پانی کی طہوریت میں فرق نہ آئے گا۔[38]

الحنابلة قالوا: يسلب طهورية الماء أشياء:أحدها: أن يخالطه شيء طاهر لا يعسر الاحتراز منه---------------- والنعناع، فهذه الأمور الثلاثة تسلب طهورية الماء إذا خالطته بالشرائط المذكورة

حنابلہ کہتے ہیں کہ پانی کی طہوریت کو سلب کرنے والی چند اشیاء ہیں:

- اول یہ کہ اس میں کسی ایسی پاک چیز کی۔ آمیزش ہو جائے جس سے بچنا دشوار نہ ہو۔ ایسی صورت میں دو باتیں دیکھنی ہوں گی:

---

[34] Muhammad bin ʿAbdullāh, Abū ʿAbdullāh, Khurshī, *Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl* (Bayrūt: Dār al-Fikr, Blāsn), 1: 68, 69, 71 wa 75.

[35] ʿAbd al-Bāqī bin Yūsuf, Zarqānī, *Sharḥ al-Zarqānī ʿalā Mukhtaṣar Khalīl* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1422), 1: 54.

[36] Yaḥyā bin Abī al-Khayr, Al-*Bayān fī Madhhab al-Imām al-Shāfiʿī*, 1: 31.

[37] Abd al-Malik bin ʿAbdullāh, Abū al-Maʿālī, Imām al-Ḥaramayn, *Nihāyat al-Maṭlab fī Dirāyat al*-Madhhab (Jeddah: Dār al-Minhāj, 1428), 2: 299.

[38] Iḍāfah (ibid), 1: 13, 14.

- ایک تو یہ کہ اس آمیزش سے پانی کے اوصاف میں سے کوئی وصف نمایاں طور پر بدل گیا ہے۔ معمولی تبدیلی سے کوئی حرج نہیں ہے۔
- دوم یہ کہ وہ طاہر شے ان جگہ پر نہ ہو جسے پاک کرنا ہے۔ مثلاً اگر وضو کرنے والے کے ہاتھ میں زعفران اس نے پانی کا چلو بھر اور پانی میں تبدیلی آگئی تو اس جگہ پر جہاں زعفران ہے پانی میں تبدیلی آنے سے اس کی طہوریت میں فرق نہ آئے گا۔

واضح ہو کہ پانی میں ملنے والی (پاک) شے مثلاً ترمس[39] یا چنا پانی میں جوش دیا جائے یا نہ دیا جائے دونوں کا ایک حکم ہے۔ اگر پانی میں شامل ہونے والی شے ایسی ہے جس سے بچنا مشکل ہے، جیسے گرد و غبار اور درختوں کے پتے تو اس شے کی آمیزش سے پانی کی طہوریت میں فرق نہیں آتا۔ البتہ اگر کسی شخص نے اپنے ہوش و حواس میں قصداً اس کو ڈالا ہے (تو طہوریت میں فرق آجائے گا)۔[40]

- طہوریت کو سلب کرنے والی دوسری صورت یہ ہے کہ (صاف) پانی میں استعمال شدہ پانی شامل ہو جائے اور شامل ہونے والا پانی وہ ہو جو رفع حدث یا گندگی کو زائل کرنے کے لیے استعمال میں آیا ہو اور اس کے استعمال سے وہ جگہ پاک ہو گئی ہو۔ (لہٰذا اگر وہ پانی کسی شخص کے ہاتھ پر سے بہا، اس طرح کہ اس کے بہنے سے ہاتھ پاک نہیں ہوا تو اس صورت میں وہ پانی استعمال شدہ تصور نہ کیا جائے گا)۔ نیز استعمال میں آئے ہوئے پانی میں کوئی تغیر نہ آیا ہو اور وہ پانی جس میں اس پانی کی آمیزش ہوئی دو قُلّہ (کوزہ) سے کم ہو۔[41]
- طہوریت کو سلب کرنے والی تیسری چیز یہ ہے کہ طہور پانی میں کوئی ایسا رقیق عرق شامل ہو جائے جو اپنے اوصاف میں اس پانی کے مخالف نہ ہو۔ مثلاً عرق گلاب، عرق ناز بو یا عرق پودینہ جس کی خوشبو جاتی رہی ہو اگر پانی میں شامل ہو جائے، اور مقدار میں پانی سے زیادہ ہو، تو اس پانی کی صفت طہوریت جاتی رہے گی۔

تشریح عمومی:

ماء طاہر غیر طہور کی دوسری قسم ماء قلیل (کم مقدار پانی) ہے جو استعمال میں آچکا ہو۔ کم مقدار پانی سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی دو قلوں (دو کوزوں) سے مقدار میں کم ہو۔ (استعمال شدہ پانی کی کیا تعریف ہے؟) اس باب میں مختلف مسالک تفصیل طلب ہیں۔

واضح ہو کہ دو قلہ (دو کوزہ) پانی کی مقدار وزن میں چار سو چھیالیس پورے مصری رطل اور ایک رطل کے سات حصوں میں سے تین حصے (یعنی 446،4/3) کے برابر ہے۔ اور اس جگہ کا رقبہ جس میں دو قلہ پانی آتا ہے، مربع ہونے کی صورت میں انسان کے معیاری سوا ہاتھ مکعب کے برابر ہوتا ہے۔ اور گول مثل کنواں کے ہو تو اس کی پیمائش یہ ہو گی: چوڑائی (قطر) ایک ہاتھ گہرائی ڈھائی ہاتھ اور دور تین ہاتھ اور ایک ہاتھ کا ساتواں حصہ (یعنی 7/1 ہاتھ) اور اگر وہ جگہ مثلث ہو تو اس کی پیمائش ڈیڑھ گز چوڑائی اور اتنی ہی لمبائی اور دو گز گہرائی ہو گی۔

محض طاہر (یعنی طاہر غیر طہور) پانی کی تیسری قسم وہ پانی ہے جو سبزیات میں سے نکلے، خواہ وہ عرق کشی کے طریقہ سے نکالا جائے، جیسے عرق گلاب، یا بغیر کسی طریقہ (عرق کشی) کے نکلا ہو، جیسے تربوز کا پانی۔

المالكية قالوا: الماء القليل لا يضره الاستعمال، ولا يخرجه عن طهوريته، فإذا توضأ الإنسان بماء قليل، وانفصل عن أعضائه في الإناء الذي يتوضأ منه، فله أن يتوضأ به ثانياً وسيأتي بيان المستعمل عند المالكية بعد هذا

مالکیہ کہتے ہیں کہ کم مقدار پانی استعمال میں آنے سے خراب نہیں ہوتا اور اس کی طہوریت نہیں جاتی۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے کم مقدار پانی سے وضو کیا اور استعمال شدہ پانی (دوبارہ) اس برتن میں چلا گیا جس برتن سے پانی لے کر وضو کیا تھا تو اس پانی سے پھر وضو کرنا روا ہے۔ استعمال شدہ پانی کی تفصیل مالکیہ کے مطابق آگے آتی ہے۔[42]

الحنفية قالوا: الماء القليل الذي يسلب الاستعمال طهوريته، ------ فإذا استعمل الإنسان ماء أقل من ذلك، كان الماء مستعملاً، وسيأتي بيان حكم المستعمل بعد هذا

---

[39] Iḍāfah (ibid).

[40] ʿAbd al-Karīm bin Muhammad, Abū al-Qāsim, Rāfiʿī, *Fatḥ al-ʿAzīz bi-Sharḥ al-Wajīz (Al-Sharḥ al-Kabīr)* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1417), 1: 25, 26.

[41] Iḍāfah (ibid).

[42] Muhammad bin Aḥmad, Abū al-Walīd, Ibn Rushd, Al-*Bayān wa*-al-*Taḥṣīl* (Bayrūt: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1408), 1: 89, 90. Muhammad bin Muhammad, *Mawāhib al-Jalīl fī Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl*, 1: 86.

حنفیہ کہتے ہیں کہ کم مقدار پانی جس کی طہوریت استعمال میں آنے کے بعد سلب ہو جاتی ہے، اس سے مراد وہ پانی ہے جو ایسی جگہ میں ہو جس کا رقبہ دہ دردہ ذراع عامہ (100 سو مربع ہاتھ) سے کم ہو، یا کسی ایسے گول حوض میں ہو جس کا دور چھتیس (36) ہاتھ ہو۔

زیادہ مقدار جس کو استعمال میں لانے سے اس کی طہوریت سلب نہیں ہوتی وہ پانی ہے جو اس مقدار سے زیادہ ہو، جیسے دریاؤں، نہروں، نالوں کھیتی کی نالیوں اور بڑے بڑے مربع حوضوں کا پانی جو ہاتھ کی پیمائش سے وہ دردہ (10x10) ہوں، یا وہ پنسالیں جن کا محیط چھتیس (36) ہاتھ یا زیادہ ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ گہرائی بہت زیادہ ہو۔ گہرائی کا انحصار اس امر پر ہے کہ اس میں موجود پانی کے استعمال سے زمین کھل جائے۔ پس اگر انسان کا استعمال شدہ پانی اس سے کم ہے تو وہ پانی استعمال شدہ قرار دیا جائے گا۔ استعمال شدہ پانی کے مسائل بعد میں بیان ہوں گے۔[43]

المالكية قالوا: الاستعمال لا يرفع طهورية الماء، فيجوز استعماله في الوضوء، والغسل، ونحوهما، ولكن يكره استعماله في ذلك إن وجد غيره ------------------ فلو غطس الجنب في مغطس، ولم يدلك جسمه فيه، فإن الماء لا يكون مستعملاً

مالکیہ کہتے ہیں کہ استعمال میں آجانے سے پانی کی طہوریت سلب نہیں ہوتی، لہٰذا استعمال شدہ پانی سے وضو اور غسل وغیرہ جائز ہے۔ البتہ اگر اس کے علاوہ دوسرا (غیر مستعمل) پانی موجود ہو تو اس (مستعمل پانی) کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ غرض (مالکیہ کے نزدیک) استعمال سے پانی کی طہوریت نہیں جاتی خواہ اس کی مقدار کم ہو۔ واضح ہو کہ (مالکیہ کے نزدیک) استعمال شدہ پانی کی دو قسمیں ہیں:

- ایک تو وہ آب طہور جس کی مقدار تھوڑی ہو، اور حدث اصغر یا حدث اکبر دور کرنے کے لیے استعمال میں آچکا ہو، جیسے غسل یا وضو کے کام میں لایا گیا یا حکمی نجاست کو دور کرنے میں استعمال ہوا جس سے نجاست کو دور کیا جاتا ہے، یہ نجاست خواہ حسی ہو یا معنوی جن کی تفصیل اوپر آچکی ہے۔
- دوسری قسم ماء مستعمل کی یہ ہے کہ پانی ایسے کام میں استعمال کیا گیا ہو جس میں استعمال کے لیے پاک کرنے والا پانی شرط ہے، خواہ وہ استعمال واجب ہو، جیسے میت کا غسل یا کسی ذمیہ کا غسل جو حیض و نفاس کا خون بند ہونے کے بعد کیا جائے کہ نکاح کے بعد اس سے مباشرت حلال ہو۔ خواہ وہ استعمال واجب نہ ہو جیسے وضو پر وضو کرنا، یا جمعہ و عیدین کا ل غسل، یا وضو کے وقت دوسری یا تیسری بار (اعضائے وضو کا) دھونا۔[44]

ان میں سے کسی کام میں بھی پانی استعمال میں لایا جاچکے تو اس کا دوسری بار استعمال مکروہ ہے، مگر کراہیت کی دو شرطیں ہیں:

- پہلی شرط یہ ہے کہ وضو یا غسل کی صورت میں وہ پانی کسی عضو پر ڈالنے کے بعد بہہ کر آیا ہوں نجاست دور کرنے کی صورت میں یہ شرط نہیں ہے۔
- دوسری شرط یہ ہے کہ پانی کو ایک جگہ سے لے کر عضو پر بہایا گیا ہو۔ اگر پانی اپنی جگہ پر رہا اور اسی میں عضو کو ڈال کر ڈبویا تو وہ استعمال شدہ نہیں ہوا۔ البتہ اگر عضو کو پانی میں ڈبو کر ملا جائے تو وہ استعمال شدہ ہو جائے گا۔ پس اگر کسی اجنبی نے (یعنی جس کو نہانے کی حاجت تھی) کسی مغطس (غوطہ لگانے کی جگہ یعنی ٹب وغیرہ) میں غوطہ لگایا اور اس میں بدن کو مسلا وسلا نہیں تو وہ پانی استعمال شدہ تصور نہ ہو گا۔[45]

الحنفية قالوا: إذا استعمل الماء الطهور كان طاهراً غير طهور. فيصح استعماله في العادات من شرب------------ولم ينزل منه شيء لا يكون مستعملاً طبعاً، وإلا لما أمكن تطهير باقي العضو

حنفیہ کہتے ہیں کہ طہور پانی جب استعمال میں آچکے تو وہ صرف طاہر رہتا ہے طہور نہیں رہتا۔ لہٰذا اس کو معمولی کاموں مثلاً پینے، پکانے وغیرہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے، عبادات مثلاً وضو یا غسل میں اس کا استعمال صحیح نہیں ہے۔

---

[43] Muhammad Amīn bin ʿUmar, Ibn ʿĀbidīn, Radd al-*Muḥtār ʿalā al*-Durr al-*Mukhtār* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1412), 1: 193. Abū Bakr bin ʿAlī, Ḥaddādī, Al-Jawharah al-*Nayyirah ʿalā Mukhtaṣar al-Qudūrī* (Bayrūt: Maṭbaʿat al-Kubrīyyah, 1322), 1: 15.

[44] ʿAbd al-Wahhāb bin ʿAlī, Abū Muḥammad, Thaʿlabī, Al-*Talqīn fī al*-Fiqh al-*Mālikī* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1425), 1: 25, 26.

[45] Muhammad bin Muhammad, *Mawāhib al-Jalīl fī Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl*, 1: 67.

حنفیہ کے نزدیک استعمال شدہ پانی کی چار قسمیں ہیں:

- پہلی قسم میں وہ پانی ہے جس کے استعمال پر عبادت کا ادا کرنا موقوف تھا، جیسے نماز، حج کی نیت اور قرآن شریف کو ہاتھ لگانا وغیرہ۔
- دوسری قسم میں وہ پانی ہے جس کے استعمال پر حدث کا دور کرنا موقوف تھا، جیسے حدث اصغر والے کے لیے پورا وضو کرنا۔
- تیسری قسم میں وہ پانی ہے جس کے استعمال سے کوئی فریضہ (طہارت) پورا ہوا، اگرچہ حدث دور نہیں ہوا، مثلاً اعضائے وضو میں سے کوئی عضو دھولیا اور کوئی باقی رہا۔ پس اگر صرف منہ دھویا ہے تو وہ پانی جس سے منہ دھولیا، استعمال شدہ ہو گیا، یعنی چہرہ کا دھونا لیکن (حدث کی) ناپاکی دور نہیں ہوئی، کیونکہ حدث کا دور ہونا وضو مکمل ہونے پر موقوف ہوتا ہے۔
- چوتھی قسم میں وہ پانی ہے جو عبادت کی یاد دلانے کے لیے استعمال کیا جائے، جیسے کسی حائضہ عورت کا وضو کرنا کہ اس کے لیے ہر نماز کے وقت میں وضو کرنا مستحب ہے تاکہ اسے نماز کی یاد آتی ہے جس کے بجالانے کی عادت ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ ان تمام حالات میں پانی استعمال شدہ متصور نہ ہوگا جب تک کہ عضو سے جدا نہ ہو۔ پس اگر پانی ہاتھ پر ڈالا گیا اور اس سے ٹپکا نہیں تو وہ پانی (جو عضو پر ہے گا) قدرتی طور پر مستعمل نہیں ہے۔[46] ورنہ عضو کے باقی حصہ کا پاک کرنا ممکن ہی نہ رہے گا۔ (کیونکہ عضو پر لگا ہوا پانی مستعمل متصور ہوا تو گویا عضو پاک ہی نہیں ہوا)۔[47]

الشافعية قالوا: تعريف الماء المستعمل، هو الماء القليل الذي يؤدي به ما لا بد منه، حقيقة،............... في هذه الجهات من الشافعية، فإنه يحتاج لهذه الأحكام، بلا نزاع

شافعیہ کہتے ہیں کہ استعمال شدہ قلیل پانی وہ ہے جس کو استعمال کرنے والا اپنے نقطۂ نظر سے رفع حدث یا ناپاکی دور کرنے کے لیے حقیقۃً یا صورۃً ناگزیر جانتا ہوں۔ اس تعریف کی تشریح یہ ہے کہ یہاں قلیل سے مراد یہ ہے کہ وہ دو قلہ سے کم ہو۔ پس اگر کسی نے قلیل پانی سے وضو کیا یا غسل کیا یعنی پانی سے منہ دھونے کے بعد ہاتھوں کو دھونے کے لیے چلو بھرا تو اب وہ پانی مستعمل ہو گیا۔ لیکن اسے مستعمل قرار دینے کے لیے چند شرطیں ہیں:

- شرط اول یہ ہے کہ اس کا استعمال ادائے فرض کی خاطر پاک ہونے کی غرض سے کیا گیا ہو۔ لہٰذا اگر نفلی نماز کے لیے وضو کیا یا قرآن حکیم کو ہاتھ لگانے یا کسی اور ایسے ہی کام کے لیے کیا تو پانی میں چلو بھرنے سے وہ استعمال شدہ نہ ہوگا۔
- شرط دوم یہ ہے کہ وہ پانی (اسی غرض کے لیے) پہلی بار استعمال کیا گیا ہو۔ لہٰذا اگر کسی اور پانی سے پہلے منہ دھولیا اور پھر دوسری یا تیسری بار منہ دھونے کے لیے برتن میں سے چلو بھرا تو وہ پانی مستعمل نہ ہوگا (کیونکہ منہ دھونے کا فریضہ تو پہلی ہی بار دھونے سے ادا ہو چکا تھا)
- سوم یہ ہے کہ پانی کی مقدار ابتدا ہی سے قلیل ہو، اگر شروع استعمال میں دو قلہ کے برابر یا زیادہ تھی اور پھر اس کو کسی اور برتن میں الگ کیا تو اب چلو بھرنے سے وہ پانی مستعمل نہیں ہوگا، اسی طرح اگر تھوڑا تھوڑا استعمال شدہ پانی جمع کیا اور وہ دو قلہ کے برابر ہو گیا تو اس کی مقدار زیادہ ہو گئی اور اس سے چلو بھرنے میں حرج نہیں۔
- شرط چہارم یہ ہے کہ وہ پانی عضو سے بہہ کر آیا ہے۔ لہٰذا اگر پانی ہاتھ میں لگا لیکن بہہ کر گرا نہیں تو وہ مستعمل نہ ہوگا۔[48]

اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر کم مقدار پانی سے وضو یا غسل کیا اور پھر اسی پانی سے (وضو یا غسل کی) نیت سے چلو بھرا تو وہ استعمال شدہ پانی نہیں ہوا۔ یاد رہے کہ وضو کے باب میں (وضو کی نیت سے) چلو میں پانی لینے کا وقت منہ دھو لینے کے بعد ہے، بایں طور کہ یہ نیت ہاتھوں کو دھونے کے وقت ہو، اگر کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے کے وقت یا منہ دھونے کے وقت نیت کی تو وہ جائز نہ ہوگی۔ اور غسل کے لیے چلو میں پانی لینے کا وقت وہ ہے جب پہلے غسل کی نیت ہو اور بدن سے پانی لگے۔ اگر (غسل کے لیے) پانی لینے کی پہلے کی نیت نہیں کی، بلکہ پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا ارادہ کیا کہ غسل کرنے کے لیے بدن کو دھونا ہے، یا وضو کے لیے اعضائے وضو کو دھونا ہے تو وہ قلیل پانی مستعمل متصور ہوگا۔

---

[46] Fakhr al-Dīn ʿUthmān bin ʿAlī, *Tabyīn al-Ḥaqāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq*, 1: 23-25. Maḥmūd bin Aḥmad, Al-*Bināyah Sharḥ al-Hidāyah*, 1: 394-398. Muhammad bin Aḥmad, Sarakhsī, Al-*Mabsūṭ* (Bayrūt: Dār al-Maʿrifah, 1414), 1: 47.

[47] Burhān al-Dīn Maḥmūd bin Aḥmad, Al-*Muḥīṭ al-Burhānī fī al*-Fiqh al-*Nuʿmānī*, 1: 121-123.

[48] ʿAlī bin Muḥammad, Abū al-Ḥasan, Māwardī, Al-*Ḥāwī al-Kabīr* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419), 1: 302-303.

(استعمال شد قلیل پانی کی) تعریف میں لفظ ءحقیقۃً یا صورۃً جو آیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو کرنے والا شخص مکلف انسان ہو جس پر حقیقۃً (فی الواقع) وضو واجب ہو یا وہ غیر مکلف ہو جس کا وضو صرف صورۃً (بظاہر) ہوتا ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں (یعنی دونوں کا حکم یکساں ہے)۔
"استعمال کرنے والے کے نقطۂ نظر" کے الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ مثلاً وضو کرنے والے کے نزدیک اپنے عقائد کی رو سے وضو صحیح ہو تب ہی وضو میں استعمال شدہ پانی مستعمل متصور ہوگا۔ اگرچہ وہ مذہب شافعیہ کی رو سے صحیح نہ ہو۔ چنانچہ اگر کسی حنفیہ نے نیت کے بغیر وضو کیا تو حنفیوں کے نزدیک وہ وضو درست ہوا (کیونکہ ان کے نزدیک وضو کے لئے نیت شرط نہیں ہے) لیکن شافعیوں کے نزدیک وہ وضو صحیح نہیں کیونکہ ان کے نزدیک وضو کے لیے نیت شرط ہے باوجود اس کے شافعیہ کے نزدیک بھی اس وضو کا پانی استعمال شدہ متصور ہوگا کیونکہ وضو کرنے والے حنفیہ کے اپنے نقطہ ءنظر سے وہ وضو صحیح تھا۔[49]
تعریف میں "پاگندگی دور کرنے" کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو پانی نجاست زائل کرنے کے کام میں لایا جاچکا ہے وہ استعمال شدہ پانی ہوگا لیکن نجس نہ ہوگا (یعنی وہ پانی طاہر غیر طہور ہوگا) لیکن اس کا طاہر ہونا چند امور پر موقوف ہے:

- اول یہ ہے کہ مثلاً کسی نجس کپڑے کو دھونے سے جو پانی نکلے وہ صاف ہو، بایں طور کہ کپڑے سے نجاست دور ہونے کے بعد جو پانی نچڑا ہے اس کے اوصاف میں سے کسی وصف میں اس نجاست کے باعث فرق نہیں آیا۔
- دوم یہ کہ نجاست کو دھونے کے بعد جو استعمال شدہ بچا ہے، اس کا وزن اس سے زیادہ نہ ہو جتنا کہ دھلی ہوئی شے میں جذب ہونے اور میل کچیل کے پانی میں تحلیل ہونے کے بعد بالعموم ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھیے کہ نجس آلود کپڑے کو صفیحہ یا حلہ (لوہے کا ڈبہ) سے جس میں دس رطل پانی آتا ہے دھویا گیا اس پانی کا دسواں حصہ صیعنی (ایک رطل) کپڑے نے چوس لیا اور ایک چوتھائی رطل میل کچیل پانی میں تحلیل ہوگیا، اب اگر استعمال شدہ کا وزن نو رطل اور ایک چوتھائی رطل ہے یا اس سے کم ہے تو پانی، ظاہر، ہوگا، ورنہ نجس شمار ہوگا۔
- سوم یہ کہ دھونے کے وقت وہ پانی نجس جگہ سے الگ کر آیا ہو، اور اگر نجس جگہ سے لگ کر نہیں آیا تو وہ پانی غیر مستعمل ہے۔[50]

اب رہی یہ بات کہ اس قسم کے مسائل کی موجودہ وقت میں ضرورت ہی نہیں ہے جبکہ بالعموم ممکن ہے کہ پانی کے نلکے ہر طرف لگے ہوئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کسی خاص وقت یا جگہ کے لئے محدود نہیں ہے۔ یہ احکام ایسے صحراؤں میں رہنے والوں اور ان علاقوں کے لئے ہیں جہاں پانی کی قلت ہے۔ لہٰذا شافعی عقیدے کے جو لوگ ایسے علاقوں میں رہتے ہیں، انہیں بہر حال ان احکام سے واقف ہونا ضروری ہے۔

الحنابلة قالوا: تعريف المستعمل، هو الماء القليل الذي رفع به حدث، أو أزيل به خبث، و انفصل غير متغير عن محل يطهر بغسله سبعاً------------------------كما إذا كان معه إبريق، فصب منه الماء على يده "فإن المتقاطر منها يكون مستعملاً

حنابلہ کہتے ہیں کہ استعمال شدہ پانی کی تعریف یہ ہے کہ (استعمال شدہ پانی) وہ قلیل مقدار پانی ہے جس سے حدث کو دور یا نجاست کو زائل کیا جائے اور سات بار دھونے کے بعد نجاست والی جگہ سے بہہ کر آئے لیکن اس کی صفات میں کوئی فرق نہ آیا ہو۔ لہٰذا سات بار دھونے سے پہلے کا استعمال شدہ ناپاک ہے۔ اس کے بعد کا استعمال شدہ مستعمل پانی ہے۔[51]
اس تعریف میں "قلیل مقدار پانی" کا جو لفظ ہے اس نے کثیر مقدار پانی کو خارج کر دیا۔ کثیر مقدار پانی وہ ہے جو دو "قلے" کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔

---

[49] Taqī al-Dīn ʿUthmān bin ʿAbd al-Raḥmān, Abū ʿAmr, Ibn al-Ṣalāḥ, *Sharḥ Mushkil al-Wasīṭ* (Saudi Arabia: Dār Kunūz Ashbīlīyah, 1432), 1: 66, 67.

[50] ʿAbd al-Karīm bin Muḥammad, *Fatḥ al-ʿAzīz bi-Sharḥ al-Wajīz (Al-Sharḥ al-Kabīr)*, 1: 16. Jamāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥīm bin Ḥasan, Abū Muḥammad, Asnawī, Al-*Hidāyah ilā Awhām al-Kifāyah* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2009), 20: 17. Aḥmad bin Muḥammad, Abū al-ʿAbbās, Ibn Rifʿah, *Kifāyat al-Nabīh fī Sharḥ al-Tanbīh* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2009), 1: 204-207.

[51] Manṣūr bin Yūnus, Al-*Rawḍ al-Murbiʿ Sharḥ Zād al-Mustaqnīʿ*, 1: 12, 13.

"حدث کو دور کرنے اور نجاست کو زائل کرنے" کے الفاظ سے وہ پانی خارج ہو گیا جو مذکورہ امور کے علاوہ کسی اور پاک کام میں استعمال کیا جائے۔ اور یہ جو قید لگائی گئی کہ "سات بار دھونے کے بعد نجاست والی جگہ سے بہہ کر آیا ہو" اس سے یہ جتانا مقصود ہے کہ نجس کپڑا یا برتن سات بار پانی سے دھوئے بغیر پاک نہیں ہوتا۔ یعنی حنابلہ کے نزدیک نجس شے کو جب تک سات بار نہ دھویا جائے پاک نہ ہو گی۔

استعمال شدہ پانی میں وہ پانی بھی داخل ہے جس سے میت کو نہلایا گیا اور وہ پانی بھی جس میں کسی شخص نے وضو توڑنے والی نیند سے بیدار ہو کر اپنا سارا ہاتھ ڈبو دیا ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ نیند رات کی ہو اور وہ شخص مسلمان عاقل و بالغ ہو اور تین بار ہاتھ دھونے سے پہلے اسی پانی میں ہاتھ دھونے کی نیت سے اور بسم اللہ کہہ کر ہاتھ ڈالا ہو اور یہی حکم اس پانی کا ہے جو بغیر کسی برتن میں ہاتھ ڈالے پورے ہاتھ پر سے بہہ کر آیا ہو، مثلاً یہ کہ اس کے پاس کوئی لوٹا ہے اور اس کی ٹوٹی سے اس نے اپنے پورے ہاتھ پر پانی بہایا تو جو پانی اس سے ٹپکا وہ استعمال شدہ پانی ہے۔ یاد رہے کہ کوئی پانی استعمال شدہ نہیں ہوتا جب تک کہ وہ محل استعمال سے لگ کر نہ آیا ہو۔[52]

مبحث سوم: غیر طهور متنجس (پاک نہ کرنے والا گندا پانی)

تشریح عمومی:

نجاست آلود پانی وہ ہے جس میں کوئی گندگی شامل ہو جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

1. پہلی قسم ماء کثیر (زیادہ مقدار میں پاک کرنے والا پانی): یہ پانی نجاست کی آمیزش سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے اوصاف ثلاثہ یعنی زنگ، ذائقہ یا بو میں فرق نہ آئے۔
2. دوسری قسم ماء قلیل (کم مقدار پاک کرنے والا پانی): یہ پانی نجس شے کی آمیزش سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کے کسی وصف میں فرق آیا ہو نہ آیا ہوا۔[53]

المالكية قالوا: الماء الطهور لا ينجس بمخالطه النجاسة، بشرط أن لا تغير النجاسة أحد أوصافه الثلاثة، إلا أنه يكره استعماله، مراعاة للخلاف

مالکیہ کہتے ہیں کہ ماء طہور (پاک کرنے والا پانی) نجاست کی آمیزش سے گندا نہیں ہوتا بشرطیکہ نجاست سے اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کسی میں فرق نہ آیا ہو لیکن بدیں لحاظ کہ اس خیال سے بعض فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔[54]

تشریح عمومی:

طاہر پانی (جو پاک تو ہو لیکن پاک کرنے والا نہ ہو) کا حکم یہ ہے کہ امور عبادات میں اس کا استعمال درست نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے وضو ہو سکتا ہے اور نہ غسل جنابت وغیرہ امور عبادات میں کام آسکتا ہے۔ نہ اس سے بدن، کپڑے یا کسی جگہ کی نجاست دھوئی جا سکتی ہے نہ حدث دور کیا جا سکتا ہے اور نجاست زائل کی جا سکتی ہے۔

نجاست آلود پانی کا حکم یہ ہے نہ کہ اس کو امور عبادات میں استعمال کرنا جائز ہے اور معمول کے کام میں۔ چنانچہ جس طرح اس پانی سے وضو اور غسل درست نہیں ہے اسی طرح اس کا استعمال کھائے، گوندھنے اور ایسے ہی دوسرے کاموں میں بھی ناجائز ہے۔ اگر نجس پانی کو استعمال کیا گیا تو وہ چیز بھی نجس ہو جائے گی جس میں استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے شراب ناپاک کا استعمال کی سخت مجبوری کے بغیر جائز نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص احیاناً صحرا میں راستہ بھول جائے اور اس کی زندگی کا انحصار اس ناپاک پانی کے پینے ہی پر ہو تو ایسی صورت میں اس کا پینا جائز ہو گا۔ اسی طرح مجبوری کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کچھ کھا رہا ہو اور غذا اس کے حلق میں پھنس جائے اور پاک پانی (فی الوقت) میسر نہ ہو تو ناپاک پانی یا شراب سے اس کی تکلیف دور کی جا سکتی ہے۔

ناپاک پانی سے بعض ایسے امور میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جن کا تعلق انسان کی ذات سے نہ ہو۔ اس باب میں مختلف مسالک تفصیل طلب ہیں۔

---

[52] Manṣūr bin Yūnus, Bahūtī, *Sharḥ Muntahā al-Irādāt* (Bayrūt: ʿĀlam al-Kutub, 1414), 1: 19, 20. ʿAbd al-Raḥmān bin ʿAbdullāh, Baʿlī, Kashf al-*Mukhaddarāt* (Bayrūt: Dār al-Bashāʾir al-Islāmiyyah, 1423), 1: 44, 45.

[53] Al-Ḥājjah Najāḥ, Ḥalabī, Fiqh al-*ʿIbādāt ʿalā al-*Madhhab al-*Ḥanafī* (Bidūn Nāshir wa Bidūn Tārīkh), 1: 23.

[54] ʿAlī bin Aḥmad, Abū al-Ḥasan, ʿAdawī, *Ḥāshiyat al-ʿAdawī ʿalā Sharḥ Kifāyat al-Ṭālib al-Rabbānī* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1414), 1: 160.

الحنفية قالوا: الأشياء المتنجسة إما أن تكون مائعة، كالماء ونحوه من سائر المائعات، ومنها الدم------------------- وإنما المتنجس لعابه وفمه، ومثله الأسد، والذئب، والفيل، وسائر الحيوانات، ما دام ينتفع بها، أو بجلودها، إلا الخنزير

حنفیہ کہتے ہیں کہ نجاست آلود اشیاء یا تو رقیق ہوتی ہیں، جیسے پانی یا دوسری رقیق چیزیں یا خون کہ وہ بھی رقیق ناپاک اشیاء کے شمار میں ہے۔ یا پھر جامد ہوں گی، جیسے سور، مردار یا نجس کھاد۔

اگر نجاست آلود شے پانی ہے تو اسے استعمال کرنا اور کام میں لانا حرام ہے۔ دو صورتیں مستثنیٰ ہیں:

- پہلی صورت یہ ہے کہ اس پانی کو مٹی کے گوندھنے یا چونا، گچ یا سیمنٹ میں استعمال کیا جائے یہ جائز ہے۔
- دوسری صورت یہ ہے کہ اسے مویشی کو پلایا جائے۔ دونوں صورتوں میں جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ (نجاست کے باعث) پانی کی بو، رنگت یا ذائقہ میں فرق نہ آیا ہو۔[55]

نجس شے جو جامد (غیر مائع) ہو اسے کام میں لانا حرام ہے مثلاً سور، مردار جانور، گلا گھونٹا ہوا (منخنقہ) یا ضرب کاری سے مارا ہوا (موقوذہ) یا ایسا ہی کوئی جانور جس کے حرام ہونے کی (نص میں) صراحت آئی ہے۔ نیز ایسے تمام وہ جانور جنہیں کام میں لانا حرام ہے، ان کی کھال باستثناء سور کی کھال کے بغیر دباغت کیے استعمال میں لانا حلال نہیں ہے۔ سور کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی۔[56]

ان کے علاوہ دوسری منجمد اشیاء مثلاً نجاست آلود جما ہوا تیل، کھانے کے علاوہ دوسرے کاموں میں لانا جائز ہے۔ مثلاً دباغت کے مسالے کے طور پر یا مشینی آلات میں تیل دینے کے لئے۔ نیز مسجد کے علاوہ دوسرے مقامات پر پالش کرنا بھی ان سے جائز ہے۔ لیکن مردار کی چکنائی اس حکم سے مستثنیٰ ہے اس کا استعمال بالکل حلال نہیں ہے۔ پاک جانور کے جسم کی چکنائی جو نجاست آلود ہو جائے اسے جب تک کہ اس طریقے سے جو سابقاً بیان ہوا پاک کر لیا جائے کام میں لانا حلال نہیں ہے۔ اسی طرح فضلات سے فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا جب تک کہ وہ خشک ہو کر پھسپھسا (بھر بھرا) نہ ہو جائے۔ گوبر کو بھی جسے سوگین یا سرجین کہتے ہیں، اسی طرح کام میں لایا جا سکتا ہے۔ یہی حال مینگنی کا ہے کہ اس سے فائدہ اُٹھانا اور ایندھن کے طور پر استعمال کرنا درست ہے۔[57]

کتے کی خرید و فروخت روا ہے، بشرطیکہ شکار اور حفاظت کا کام لینا مقصود ہو۔ بھیڑیا، ہاتھی اور دوسرے جانوروں ماسوائے سور کے یہی حکم ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس باب میں اس قول کو سب پر ترجیح ہے کہ کتا نجس العین نہیں ہے۔ اس کا لعاب اور منہ ناپاک ہیں اور جہاں تک ان سے یا ان کی کھال سے فائدہ اٹھانے کا تعلق ہے، سور کے علاوہ شیر، بھیڑیا، ہاتھی اور دوسرے جانور بھی کتے ہی کی مانند ہیں۔[58]

المالكية قالوا: يحرم الانتفاع بالماء المتنجس في الشرب ونحوه، أما ما عدا ذلك، فإنه يجوز، وقالوا: يحرم الانتفاع به---- إن النهي عن بيعه خاص بالكلب الذي لا ينتفع به في ذلك، كما قال غيره ممن أحاز بيعه

مالکیہ کہتے ہیں کہ نجس پانی کو پینے وغیرہ کے کام میں لانا حرام ہے، اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں استعمال جائز ہے۔ نیز مالکیہ کے نزدیک نجس پانی کو مسجد کی تعمیر کے کام میں لانا حرام ہے۔ ان کا مشہور قول یہ ہے کہ نجس شدہ مائعات تیل، شہد، گھی اور سرکہ کام میں لانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ایسی اشیاء کا نجاست آلود ہو جانے کے بعد پاک کرنا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا نجس ہونے کے بعد ان کو تلف کر دینا واجب ہے۔ اور بقول معتمد نجاست آلود پانی کو جسم پر ڈالنا مکروہ ہے، بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حرام ہے۔ اگر نماز وغیرہ کی عبادت کا، جس میں طہارت شرط

---

[55] Aḥmad bin ʿAlī, Abū Bakr Rāzī, *Sharḥ Mukhtaṣar al-Ṭaḥāwī* (Bayrūt: Dār al-Bashāʾir al-Islāmiyyah, Blāsn), 1: 239.

[56] Muhammad bin Aḥmad, Abū Bakr, ʿAlāʾ al-Dīn Samarqandī, *Tuḥfat al-Fuqahāʾ* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1414), 1: 80. Jamāl al-Dīn Abū Muḥammad bin Abī Yaḥyā, Manbijī, Al-*Lubāb fī al-Jamʿ bayn* al-Sunnah wa-al-*Kitāb* (Bayrūt: Dār al-Qalam, 1414), 1: 71.

[57] Muhammad Amīn bin ʿUmar, Radd al-*Muḥtār ʿalā al-*Durr al-*Mukhtār*, 1: 325.

[58] Iḍāfah (ibid), 5: 69 wa 6: 326.

ہے، ادا کرنا ہو تو بدن کو ایسے پانی کے اثر سے پاک کر لینا واجب ہے۔ اس وجوب کے بارے میں بعض لوگوں کو اختلاف ہے۔ وہ اس پانی کے اثر سے پاک ہونے کو سنت کہتے ہیں۔ یہ دونوں قول مشہور ہیں۔[59]

پانی کے علاوہ دوسرا نجس مائع، جیسے شراب، کا حکم یہ ہے کہ ایسے کام میں لانا بعض جامد نجس اشیاء کی طرح ناجائز ہے۔ جامد نجس اشیاء میں سور ہے، اور حلال جانور اور حرام جانور جیسے گھوڑے، خچر، گدھے کا فضلہ، اور بلی کا فضلہ، ان تمام جانوروں کے فضلہ کو کام میں لانا جائز نہیں ہے۔ واضح ہو کہ مالکیہ کے نزدیک کتا اگرچہ پاک ہے لیکن اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کی بیع سے منع فرمایا ہے۔[60]

بعض اصحاب کہتے ہیں کہ حفاظت اور شکار کے لئے ہو تو کتے کی خرید و فروخت جائز ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی بیع سے جو منع فرمایا ہے اس سے وہ کتا مراد ہے جس سے فوائد حاصل نہ کیے جا سکیں ایسے ہی اور لوگ (غیر مالکیہ) بھی جو اس کی بیع کی قائل ہیں کہتے ہیں۔[61]

الشافعية قالوا: المائعات المتنجسة من ماء وغيره لا يجوز الانتفاع بها إلا في أمرين------------------------ بزبل نجس، وأمكن تنقيته، فإنه لا يصح الانتفاع به قبل فصله عن النجس

شافعیہ کہتے ہیں کہ نجاست آلودہ رقیق اشیاء پانی وغیرہ کو کام میں لانا، بجز دو امور کے، جائز نہیں ہے:

- پہلا امر آگ بجھانا جیسے تنور وغیرہ میں آگ ہو (اور نجس پانی سے بجھائی جائے تو جائز ہے)
- دوسرا امر جانور کو پلانا یا کھیت میں ڈالنا۔

مائع اشیاء میں سے شراب اور غیر منجمد خون کا استعمال کسی حال میں درست نہیں ہے۔ نجس جامد اشیاء جیسے فضلہ، گوبر وغیرہ کی نہ خرید و فروخت جائز ہے اور یہ کام میں لانا جائز ہے۔ اگر اس میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس پاک چیز کو اس میں سے نکالنا دشوار ہو تو اسے کام میں لایا جا سکتا ہے۔[62]

پاک مسالہ (قلعی چونا وغیرہ) کو ناپاک پانی میں ملایا گیا اور اس سے مکان کی تعمیر کی گئی تو اس مکان سے فائدہ اٹھانا مثلاً خرید و فروخت وغیرہ روا ہے۔ اسی طرح اگر کھاد کے طور پر کسی جگہ گوبر ڈالا جائے یا ناپاک مٹی سے برتن بنائے مثلاً گھڑے، لوٹے، جھجر وغیرہ تو ان کی خرید و فروخت اور ان کا استعمال صحیح ہے اور کوئی رقیق شے جو اس میں رکھی گئی وہ معاف ہے۔[63]

اگر پاک شے سے نجاست کو دور کرنا اور اس کو پاک کر لینا دشوار نہ ہو مثلاً چنے نجس گوبر میں مل جائیں تو نجاست پاک کیے بغیر کام میں لانا درست نہیں ہے۔

الحنابلة قالوا: لا يجوز استعمال الماء النجس إلا في بل "التراب" ------------------- كالسمن إذا سقطت فيه نجاسة، فإنه يحل الإنتفاع به في غير الأكل كأن يستضاء به في غير المسجد

حنابلہ کہتے ہیں کہ جس پانی کا استعمال مٹی یا چونا گچ مسالہ وغیرہ کو بھگونے یا سوندھے یا ایسے ہی کسی اور کام کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اس سے مسجد یا نماز کا چبوترہ نہ بنایا جائے۔ اس طرح تمام نجس رقیق اشیاء مثلاً شراب اور خون کو کام میں لانا حلال نہیں ہے۔

جامد نجس اشیاء جیسے سور اور ناپاک فضلہ کا بھی یہ حکم ہے۔ البتہ پاک فضلہ جیسے کبوتر کی بیٹ اور درندہ جانور کی خرید و فروخت اور ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ مردار جانور اور اس کی چکنائی کو کام میں لانا حلال نہیں ہے۔ زندہ پاک جانور کی چکنائی جیسے گھی میں اگر نجاست گر جائے تو اسے کھانے کے سوا اور کام میں لانا حلال ہے، مثلاً اس سے چراغ جلایا جا سکتا ہے لیکن مسجد میں نہیں۔[64]

---

[59] ʿAlī bin Saʿīd, Abū al-Ḥasan, Rajrajī, *Manāhij al-Taḥṣīl wa-Natāʾij Laṭāʾif al-Taʾwīl fī Sharḥ al-*Mudawwanah wa-*Ḥall Mushkilātihā* (Bayrūt: Dār Ibn Ḥazm, 1428), 6: 339. Muhammad bin Aḥmad, Abū ʿAbdullāh, ʿAlīsh, *Minḥ al-Jalīl Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1409), 4: 452.

[60] Al-Ḥājjah Kawkab ʿUbayd, Fiqh al-*ʿIbādāt ʿalā al-*Madhhab al-*Mālikī* (Damascus: Maṭbaʿat al-Inshāʾ, 1406), 1: 38.

[61] Muslim bin al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3: 1574.

[62] Muhammad Amīn bin ʿUmar, Radd al-*Muḥtār ʿalā al-*Durr al-*Mukhtār*, 5: 226.

[63] ʿAlī bin Muhammad, Al-*Ḥāwī al-Kabīr*, 5: 383.

خلاصہ

عبدالرحمٰن الجزیری کی کتاب "الفقه علی المذاهب الأربعة" میں پانی کی اقسام کی وضاحت کی گئی ہے، خاص طور پر اس لحاظ سے کہ کون سا پانی نجاست کو دور کرنے کے لیے درست ہے اور کون سا نہیں۔ پانی کو تین اہم اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

أ. **طہور (پاک کرنے والا پانی):** یہ وہ پانی ہے جو نہ صرف خود پاک ہے بلکہ نجاست کو بھی دور کرنے کے قابل ہے۔ یہ اصل اور فطری حالت میں ہوتا ہے، اس میں کوئی ناپاکی شامل نہیں ہوتی، اور اسے وضو، غسل، اور دیگر طہارت کے اعمال میں استعمال کیا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر بارش کا پانی، کنویں کا پانی، دریا کا پانی۔

ب. **طاہر غیر طہور (پاک پانی):** یہ پانی خود پاک ہوتا ہے، لیکن اسے نجاست دور کرنے یا طہارت کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی پاکی کو ختم کرنے والا کوئی ناپاک مادہ شامل نہیں ہوتا، لیکن اس میں ایسی چیزیں مل جاتی ہیں جو اسے طہارت کے لیے غیر موزوں بنا دیتی ہیں، مثال کے طور پر وہ پانی جس میں صابن یا کوئی پاک چیز شامل ہو، جیسے پھولوں کی خوشبو والا پانی۔

ج. **غیر طہور متنجس (پاک نہ کرنے والا گندا پانی):** یہ وہ پانی ہے جو ناپاک یا نجس ہو چکا ہے اور اسے کسی بھی طہارت یا نجاست دور کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ پانی گندگی، نجاست، یا ایسی چیزوں سے متاثر ہو جاتا ہے جو اس کی پاکیزگی کو ختم کر دیتی ہیں، مثال کے طور پر وہ پانی جس میں پیشاب، خون یا کوئی اور نجاست گر چکی ہو۔

اس درجہ بندی کے ذریعے الجزیری نے فقہی مسائل میں طہارت اور نجاست کے اصولوں کو آسانی سے سمجھنے میں مدد دی ہے تاکہ لوگ جان سکیں کہ کون سا پانی طہارت کے لیے استعمال ہو سکتا ہے اور کون سا نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* MuhammadbinMuhammad,Abūal-Fayḍ,Zubaydī,*Tājal-ʿArūsminJawāhiral-Qāmūs*(Hind:Dāral-Hidāyah,Blāsn)
* BazīlMāddahṬ-H-R.AhmadbinMuhammad,Fiyūmī,Abūal-ʿAbbās,*Al-Miṣbāḥal-MunīrfīGharībal-Sharḥal-Kabīr*(Bayrūt:Maktabahal-ʿIlmiyyah,Blāsn)
* BazīlMāddahṬ-H-R.ḤasanbinʿAmmār,Sharānbalālī,*Marāqīal-FalāḥSharḥMatnNūral-Iḍāḥ*(Bayrūt:Maktabahal-ʿAṣriyyah,1425)
* Shamsal-DīnMuḥammadbinAḥmad,KhaṭībSharbaynī,*Mughnīal-MuḥtājilāMaʿrifatMaʿānīAlfāẓal-Minhāj*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1415)
* MuhammadbinMuhammad,AbūʿAbdullāh,ḤaṭṭābRaʿīnī,*Mawāhibal-JalīlfīSharḥMukhtaṣarKhalīl*(Bayrūt:Dāral-Fikr,1412)
* MuhammadbinMuhammad,Shanqīṭī,*SharḥZādal-MustaqnīʿfīIkhtiṣāral-Muqniʿ*(Riyāḍ:Idāratal-ʿĀmmah,1428)
* MansūrbinYūnus,Bahūtī,*Kashshāfal-QināʿʿanMatnal-Iqnāʿ*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,Blāsn)
* MaḥmūdbinAḥmad,AbūMuḥammad,Badral-DīnʿAynī,*Al-BināyahSharḥal-Hidāyah*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1420)
* MuhammadḤasanʿAbdal-Ghaffār,*SharḥMatnAbīShujāʿ*(BidūnNāshirwaBidūnTārīkh)
* Abdal-RaḥmānbinMuḥammad,IbnQāsim,*SharḥZādal-Mustaqnīʿ*(BidūnNāshir,1397)
* MuhammadbinAḥmad,Abūal-Qāsim,IbnJuzayyKalbī,*Al-Qawānīnal-Fiqhiyyah*(BidūnNāshirwaBidūnTārīkh)
* AḥmadbinMuḥammad,Abūal-ʿAbbās,Ṣāwī,*Ḥāshiyatal-Ṣāwīʿalāal-Sharḥal-Ṣaghīr*(Bayrūt:Dāral-Maʿārif,Blāsn)
* MuhammadbinYūsuf,AbūʿAbdullāh,Mawāq,*Al-Tājwa-al-Ikhlīlli-MukhtaṣarKhalīl*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1416)
* IbrāhīmbinʿAbdal-Ṣamad,AbūṬāhir,Tanūkhī,*Al-TanbīhʿalāMabādīal-Tawjīh*(Bayrūt:DārIbnḤazm,1428)
* AḥmadbinMuḥammad,Ṭaḥṭāwī,*Ḥāshiyatal-Ṭaḥṭāwī*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1418)

---

64 Aḥmad bin Muhammad, Ibn Ḥajar Haythamī, *Tuḥfat al-Muḥtāj fī Sharḥ al-Minhāj* (Miṣr: Maktabah al-Tijāriyyah al-Kubrā, 1357), 4: 236.

* Burhānal-DīnMaḥmūdbinAḥmad,Abūal-Maʿālī,IbnMāzah,*Al-Muḥīṭal-Burhānīfīal-Fiqhal-Nuʿmānī*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1424)
* MuḥammadbinḤasan,AbūʿAbdullāh,Shaybānī,*Al-Jāmiʿal-ṢaghīrwaSharḥuhal-Nāfiʿal-Kabīr*(Bayrūt:ʿĀlamal-Kutub,1406)
* MuḥammadbinʿĪsā,AbūʿĪsā,Tirmidhī,*Jāmiʿal-Tirmidhī*(Miṣr:Muṣṭafāal-Bābīal-Ḥalabī,1395)
* Burhānal-DīnʿAlībinAbīBakr,Abūal-Ḥasan,Marghīnānī,*Al-Hidāyah*(Bayrūt:DārIḥyāʾal-Turāthal-ʿArabī,Blāsn)
* IbrāhīmbinʿAlī,AbūIsḥāq,Shīrāzī,*Al-MuhadhdhabfīFiqhal-Imāmal-Shāfiʿī*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah)
* Muḥyīal-DīnYaḥyābinSharaf,AbūZakarīyā,Nawawī,*Al-MajmūʿSharḥal-Muhadhdhab*(Bayrūt:Dāral-Fikr,Blāsn)
* Al-ḤājjahSuʿād,Zarzūr,*Fiqhal-ʿIbādātʿalāal-Madhhabal-Ḥanbalī*(BidūnNāshirwaBidūnTārīkh)
* MuḥammadbinIsmāʿīl,AbūʿAbdullāh,Bukhārī,*Ṣaḥīḥal-Bukhārī*(Bayrūt:DārṬawqal-Najāh,1422)
* YaḥyābinAbīal-Khayr,Abūal-Ḥusayn,IbnSālimʿUmrānī,*Al-BayānfīMadhhabal-Imāmal-Shāfiʿī*(Jeddah:Dāral-Minhāj,1421)
* ManṣūrbinYūnus,Bahūtī,*Al-Rawḍal-MurbiʿSharḥZādal-Mustaqniʿ*(Bayrūt:Muʾassasatal-Risālah,Blāsn)
* Zaynal-DīnbinIbrāhīm,IbnNajīm,*Al-Baḥral-RāʾiqSharḥKanzal-Daqāʾiq*(Bayrūt:Dāral-Kitābal-Islāmī,Blāsn)
* Abdal-BārībinAḥmad,Abūal-Najā,ʿAshmāwī,*Matnal-ʿAshmāwiyyahfīMadhhabal-ImāmMālik*(Miṣr:Sharikatal-Shamarlī)
* ʿAbdullāhbinMaḥmūd,Abūal-Faḍl,IbnMawdūdMawṣilī,*Al-Ikhtiyārli-Taʿlīlal-Mukhtār*(Cairo:Maṭbaʿatal-Ḥalabī,1356)
* Fakhral-DīnʿUthmānbinʿAlī,Zaylaʿī,*Tabyīnal-ḤaqāʾiqSharḥKanzal-Daqāʾiq*(Cairo:Maṭbaʿatal-Kubrāal-Amīriyyah,1313)
* MuhammadbinʿAbdullāh,AbūʿAbdullāh,Khurshī,*SharḥMukhtaṣarKhalīl*(Bayrūt:Dāral-Fikr,Blāsn)
* ʿAbdal-BāqībinYūsuf,Zarqānī,*Sharḥal-ZarqānīʿalāMukhtaṣarKhalīl*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1422)
* Abdal-MalikbinʿAbdullāh,Abūal-Maʿālī,Imāmal-Ḥaramayn,*Nihāyatal-MaṭlabfīDirāyatal-Madhhab*(Jeddah:Dāral-Minhāj,1428)
* ʿAbdal-KarīmbinMuhammad,Abūal-Qāsim,Rāfiʿī,*Fatḥal-ʿAzīzbi-Sharḥal-Wajīz(Al-Sharḥal-Kabīr)*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1417)
* MuhammadbinAḥmad,Abūal-Walīd,IbnRushd,*Al-Bayānwa-al-Taḥṣīl*(Bayrūt:Dāral-Gharbal-Islāmī,1408)
* MuhammadAmīnbinʿUmar,IbnʿĀbidīn,*Raddal-Muḥtārʿalāal-Durral-Mukhtār*(Bayrūt:Dāral-Fikr,1412)
* AbūBakrbinʿAlī,Ḥaddādī,*Al-Jawharahal-NayyirahʿalāMukhtaṣaral-Qudūrī*(Bayrūt:Maṭbaʿatal-Kubrīyyah,1322)
* ʿAbdal-WahhābbinʿAlī,AbūMuḥammad,Thaʿlabī,*Al-Talqīnfīal-Fiqhal-Mālikī*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1425)
* MuhammadbinAḥmad,Sarakhsī,*Al-Mabsūṭ*(Bayrūt:Dāral-Maʿrifah,1414)
* ʿAlībinMuḥammad,Abūal-Ḥasan,Māwardī,*Al-Ḥāwīal-Kabīr*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1419)
* Taqīal-DīnʿUthmānbinʿAbdal-Raḥmān,AbūʿAmr,Ibnal-Ṣalāḥ,*SharḥMushkilal-Wasīṭ*(SaudiArabia:DārKunūzAshbīlīyah,1432)
* Jamālal-DīnʿAbdal-RaḥīmbinḤasan,AbūMuḥammad,Asnawī,*Al-HidāyahilāAwhāmal-Kifāyah*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,2009)
* AḥmadbinMuḥammad,Abūal-ʿAbbās,IbnRifʿah,*Kifāyatal-NabīhfīSharḥal-Tanbīh*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,2009)
* ManṣūrbinYūnus,Bahūtī,*SharḥMuntahāal-Irādāt*(Bayrūt:ʿĀlamal-Kutub,1414)
* ʿAbdal-RaḥmānbinʿAbdullāh,Baʿlī,*Kashfal-Mukhaddarāt*(Bayrūt:Dāral-Bashāʾiral-Islāmiyyah,1423)
* Al-ḤājjahNajāḥ,Ḥalabī,*Fiqhal-ʿIbādātʿalāal-Madhhabal-Ḥanafī*(BidūnNāshirwaBidūnTārīkh)
* ʿAlībinAḥmad,Abūal-Ḥasan,ʿAdawī,*Ḥāshiyatal-ʿAdawīʿalāSharḥKifāyatal-Ṭālibal-Rabbānī*(Bayrūt:Dāral-Fikr,1414)
* AḥmadbinʿAlī,AbūBakrRāzī,*SharḥMukhtaṣaral-Ṭaḥāwī*(Bayrūt:Dāral-Bashāʾiral-Islāmiyyah,Blāsn)
* MuhammadbinAḥmad,AbūBakr,ʿAlāʾal-DīnSamarqandī,*Tuḥfatal-Fuqahāʾ*(Bayrūt:Dāral-Kutubal-ʿIlmiyyah,1414)
* Jamālal-DīnAbūMuḥammadbinAbīYaḥyā,Manbijī,*Al-Lubābfīal-Jamʿbaynal-Sunnahwa-al-Kitāb*(Bayrūt:Dāral-Qalam,1414)

- ʿAlībinSaʿīd,Abūal-Ḥasan,Rajrajī,*Manāhijal-Taḥṣīlwa-Natāʾijlaṭāʾifal-TaʾwīlfīSharḥal-Mudawwanahwa-ḤallMushkilātihā*(Bayrūt:DārIbnḤazm,1428)
- MuhammadbinAḥmad,AbūʿAbdullāh,ʿAlīsh,*Minḥal-JalīlSharḥMukhtaṣarKhalīl*(Bayrūt:Dāral-Fikr,1409)
- Al-ḤājjahKawkabʿUbayd,*Fiqhal-ʿIbādātʿalāal-Madhhabal-Mālikī*(Damascus:Maṭbaʿatal-Inshāʾ,1406)
- AḥmadbinMuhammad,IbnḤajarHaythamī,*Tuḥfatal-MuḥtājfīSharḥal-Minhāj*(Miṣr:Maktabahal-Tijāriyyahal-Kubrā,1357)